دوماہی

راہِ سنت

مجلہ — لاہور

مسلکِ اہل السنت والجماعت کا ترجمان

نقشِ قدم نبیؐ کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

مدیر
مولانا محمد حماد نقشبندی

اصلی حنفیت

تحفہ برائے لاثانی سرکار

مدد صرف اللہ سے کیوں؟

سچ ! سچ ہوتا ہے

جرم کا ثبوت حاضر ہے

انجمن اہل السنۃ والجماعۃ

دو ماہی

مجلہ

راہِ سنّت

لاہور

مسلکِ اہل السنّت والجماعت کا ترجمان

شمارہ نمبر 7

بیاد

فاتح بریلویت مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

بدعا

امام اہل السنۃ مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ

بطرز

قاری مولانا عبد الرشید رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ نگرانی

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مدیر

مولانا محمد حماد نقشبندی عفی عنہ

معاون مدیر

مولانا محمد فیاض طارق عفی عنہ

مجلس مشاورت

- مولانا منیر اختر
- مولانا حفیظ اللہ
- مولانا عزیز الرحمن
- مولانا فاروق محمد
- مولانا دین محمد
- مولانا ابو ایوب

ناشر

انجمن اہل السنۃ والجماعۃ

دیکھئے اس شمارے میں

درسِ قرآن	مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ	۳
درسِ حدیث	مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ	۷
نالہٴ دل	مدیر اعلیٰ کے قلم سے	۱۲
مدد صرف اللہ سے ہی کیوں......؟	مولانا رب نواز حنفی، کراچی	۱۶
سچ سچ ہوتا ہے	مفتی محمد حماد نقشبندی	۲۲
شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مسلک اعلیٰ حضرت پر ایک نظر	مولانا ابوایوب قادری	۳۵
کونڈوں کی حقیقت	مفتی اعظم ہاشمی	۵۰
علم غیب بریلوی اکابر کے نزدیک	مولانا ابوایوب قادری	۵۲
فاضل بریلوی......علمائے بریلوی کی نظر میں	محمد سفیان معاویہ، جھنگ	۵۹
اصلی حنفیت	شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ	۶۳
جرم کا ثبوت حاضر ہے!	مفتی نجیب اللہ، کراچی	۶۹
لاثانی سرکار کون......؟	حافظ محمد شفیق، شاہدرہ، لاہور	۷۶

قیمت فی شمارہ: 20 روپے

سالانہ زرخرید مع ڈاک خرچ -/180 روپے

منی آرڈر بھیجنے کا پتہ:

انجمن اہل السنت والجماعت

جامع مسجد تقویٰ، اعوان مارکیٹ،

گلی نمبر 6 ڈاک خانہ اسماعیل نگر نزد چونگی امر سدھو لاہور۔

فون نمبر: 0301-3908336

درسِ قرآن

فاتح بریلویت حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ

﴿تلخیص و تسہیل شدہ﴾

وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (سورۃ نحل/رکوع:۱۱)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کے ترجمہ میں ارقام فرماتے ہیں:

"وخدائے راست علم پنہاں آسمانہا وزمین ونیست کارِ قیامت یعنی نزدیک قدرتِ اومگر مانند چشم زدن بلکہ اونزدیک تراست، رہ آئینہ خدا برہمہ چیز توانا است۔" (فتح الرحمٰن)

اور حضرت شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اور اللہ کے پاس ہیں بھید آسمان اور زمین کے اور قیامت کا کام ویسا ہے جیسے لپک نگاہ کی یا اس سے قریب اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔" (امام التراجم)

اس آیت کے صرف پہلے جز سے ہمارا استدلال ہے اپنے التزام کے مطابق ہم چند ائمہ مفسرین کی عبارات پیش کرتے ہیں۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں ارقام فرماتے ہیں:

قولہٖ تعالی: "وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" يفيد

الحصر معناه ان العلم بھٰذہٖ الغیوب لیس الاللّٰہ تعالیٰ۔ (تفسیر کبیر ج ۵/ص ۳۳۹)

حق تعالیٰ کا یہ فرمان وللّٰہ غیب السمٰوٰت والارض حصر کا فائدہ دیتا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ان تمام غیوب (یعنی آسمان وزمین کے مخفی امور) کا علم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ (تفسیر کبیر ج:۵،ص:۳۹۹)

علامہ معین بن صفی کی عبارات کا حاصل بھی اس موقعہ پر یہی ہے۔ ملاحظہ ہو جامع البیان صفحہ ۲۲۱۔

اور علامہ نسفی حنفی رحمہ اللہ مدارک التنزیل میں فرماتے ہیں:

(وللّٰہ غیب السمٰوٰت والارض) ای یختص بہ علم ماغاب فیھما عن العبادو خفی علیھم علمہ او اراد بغیب السمٰوٰت والارض یوم القیٰمۃ علی ان علمہ غائب عن اھل السمٰوٰت والارض۔ لم یطلع علیہ احدٌ منھم۔ (تفسیر مدارک التنزیل ج ۲/ص ۲۲۷)

(اور اللہ ہی کو ہے آسمان وزمین کے غیب کا علم) یعنی اُس کے ساتھ خاص ہے ان تمام چیزوں کا علم جو آسمان وزمین کے اندر بندوں سے غائب ہیں اور ان کا علم اُن سے مخفی ہے یا اس آیات میں ''غیب السمٰوٰت والارض'' سے یوم قیامت مراد ہے اس بنا پر کہ اس کا علم زمین وآسمان کی رہنے والی تمام مخلوق سے غائب ہے ان میں سے کسی کو بھی اس کی اطلاع نہیں۔

اور اسی کے قریب قریب قاضی بیضاوی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر کے صفحہ ۳۹۲ ج ۱ پر

لکھا ہے اور خطیب شربینی رحمہ اللہ کی عبارت سراج منیر میں اسی طرح ہے:

(وللّٰہ) لا لغیرہ (غیب السمٰوٰت والارض) وھو ما غاب فیھما عن العباد بان لم یکن محسوساً ولم یدل علیہ محسوس و قیل الغیب ھٰھنا ھو قیام الساعۃ فان علمہ غائب عن اھل السمٰوٰت والارض۔ (تفسیر سراج منیر صفحہ ۲۵۰ ج ۲)

اور صرف اللہ ہی کو ان کے سوا کسی اور کو زمین و آسمان کے غیب کا علم اور وہ تمام وہ چیزیں ہیں جو زمین و آسمان کے اندر بندوں سے غائب ہیں بایں طور کہ نہ وہ خود محسوس ہیں اور نہ کسی اور محسوس چیز سے ان کا پتہ لگتا ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس جگہ غیب سے قیامت کا آنا مراد ہے کیونکہ اس کا علم زمین و آسمان کے رہنے والوں سے غائب ہے۔ گویا اس حیثیت سے اس کو غیب السمٰوٰت والارض سے تعبیر کر دیا گیا ہے۔

علامہ علی بن محمد خازن رحمہ اللہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں:

اخبر اللہ عز وجل فی الایۃ عن کمال علمہ وانہ عالم بجمیع الغیوب ولا تخفی علیہ خافیۃ ولا یخفیٰ علیہ شئ منھا وقیل الغیب ھٰھنا ھو علم قیام السّاعۃ (تفسیر خازن ص ۸۷ ج ۴)

حق تعالیٰ نے اس آیت میں اپنے علم کمال کی خبر دی ہے اور یہ بتلایا ہے کہ وہی تمام غیوب کو جاننے والا پس اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں اور ایک قول یہ بھی ہے کہ غیب سے اس جگہ قیامت کا علم مراد ہے۔

اور علامہ ابوالسّعو درحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(ولـلّٰـه) تعالیٰ حاجیة لا لاحدٍ غیره استقلالاً ولا اشتراکاً (غیب السمٰوٰت والارض) ای الامور الغائبة عن علوم المخلوقین قاطبةً وقیل غیب السمٰوٰت والارض عبارةٌ عن یوم القیٰمة بعینهٖ لما ان علمهٖ بخصوصة غائبٌ عن اهلهما۔ (تفسیرابی السعو دصف ۳۵۷ ج ٦)

اور اللہ تعالیٰ ہی کو ہے بالخصوص اس کے سوا کسی دوسرے کو نہیں نہ مستقل طور پر اور نہ مشترک طور پر (آسمان وزمین کے غیب کا علم) یعنی اُن امور کا علم جو تمام مخلوق کے علم سے غائب ہیں اور ایک قول میں یہ ہے کہ "غیب السمٰوٰت والارض" سے خاص یوم قیامت مراد ہے کیونکہ اس کا علم بخصوصہ اہل ارض وسما سے غائب ہے۔

ناظرین کرام کو مفسرین عظام کی ان تصریحات سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ اس آیت کی کل دو تفسیریں کی گئی ہیں ایک یہ کہ "غیب السمٰوٰت والارض" سے زمین و آسمان کے تمام غیوب مراد ہوں (اور یہی تمام مفسرین کے نزدیک راجح اور قوی ہے) اور دوسرے یہ کہ اس سے خاص طور پر صرف علم قیامت مراد ہو، بہر تقدیر ہمارا مدعا اس آیت سے نہایت واضح طور پر ثابت ہو جاتا ہے کیونکہ زمین و آسمان کے غیوب عموماً اور قیام قیامت خصوصاً ماکان وما یکون میں داخل ہیں۔ (کما لا یخفیٰ) (اوران آیات کی درج بالا تفسیر سے واضح ہو گیا کہ علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت ساری مخلوق بلکہ مخلوق میں سب، سے زیادہ غیب کی خبریں دیں، مگر علم غیب نہیں دیا۔)

درسِ حدیث

ترجمان اہلسنۃ والجماعۃ مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ

﴿تلخیص وتسہیل شدہ﴾

مسند احمد اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مجمع میں ارشاد فرمایا:

انی علی الحوض انتظر من یرد علیّ منکم فواللہ لیقطعن دونی رجال فلا قولن ای رب منی ومن امتی فیقول انك لا تدری ما عملوا بعدك ماز الوا یرجعون علی اعقابهم (صحیح مسلم ج۲/ص:۴۲۹، وکنز العمال ج۷/ص:۲۲۱)

میں حوض کوثر پر تم میں سے آنے والوں کا انتظار کروں گا۔ پس خدا کی قسم کچھ لوگوں کو مجھ سے دور ہی الگ کرلیا جائے گا تو میں کہوں گا خداوندا! یہ میرے ہیں اور میرے اُمتی ہیں۔ وہ ارشاد فرمائے گا: آپ کو معلوم نہیں ہے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا کرتوت کیے، یہ برابر اُلٹے پاؤں (دین سے) لوٹتے رہے اور آپ کے بعد دین سے برگشتہ ہوگئے۔

حشر کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حوض کوثر پر ہوں گے اور اپنے اُمتیوں کی دیکھ بھال اور سیرابی وراحت رسانی کا انتظام فرمارہے ہوں گے، کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر پر پڑیں گے جن کو آپ پہچانتے ہوں گے کہ اتنے میں فرشتے آپ کی طرف آنے سے ان کو روک دیں گے اور دوزخ کی طرف ان کو چلتا کردیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارگاہِ الٰہی میں

عرض کریں گے کہ خداوندا! یہ تو مجھ سے تعلق رکھنے والے اور میرے اُمتی ہیں، جواب ملے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ آپ ﷺ کے بعد انہوں نے کیا کیا نئی نئی حرکتیں کیں اور کیا کرتوت کئے یہ تو بعد میں مرتد ہو گئے تھے۔ حضور ﷺ کا یہ جواب سن کر (نہ صرف) سرِ تسلیم خم کر دیں گے بلکہ فرمائیں گے کہ میرے بعد جنہوں نے دین کو برباد کیا وہ دور ہی ہوں (تو بہتر ہے)

یہ ہے قریبا مشترک مضمون ان احادیث کا۔ پھر اکثر کے ظاہری الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کو یہ جواب کہ ''آپ کے بعد انہوں نے جو تبدیلیاں کیں وہ آپ کو معلوم نہیں ہیں۔'' خود حق تعالیٰ دے گا۔ اور بعض روایات کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی فرشتہ آپ کو یہ جواب دے گا اور تطبیق یوں ہوسکتی ہے کہ حق تعالیٰ کے حکم سے فرشتہ ہی یہ جواب دے گا۔ بہر حال یہ جواب اگرچہ فرشتہ ہی کی زبان سے ہوگا، لیکن وہ حق تعالیٰ ہی کی طرف سے اور اُسی کے حکم سے دیا جائے گا۔

ان احادیث سے ہمارا استدلال صاف ظاہر ہے کہ اگر حضور ﷺ کو قیامت سے پہلے کسی وقت بھی جمیع ما کان و ما یکون کا علم محیط حاصل ہوگیا ہوتا تو ان مرتدین و مطرد دین کا ارتداد اور ان کی دینی تبدیلیاں اور گمراہیاں بھی آپ ﷺ کے علم میں ہوتیں اور محشر میں آپ ﷺ سے یہ نہ کہا جاتا کہ آپ ﷺ کے بعد انہوں نے جو کچھ کیا وہ آپ ﷺ کو معلوم نہیں ہے۔''

بہر حال حدیث پاک کے یہ الفاظ کہ:

(۱)　انك لا تدری ما احد ثوا بعدك ...... یعنی ''(اے رسول)! بہ تحقیق آپ نہیں جانتے انہوں نے آپ کے بعد جو نئی نئی حرکتیں کیں۔''

اور (۲)　انك لا علم لك با احدثوا بعدك ......　بے شک تمہیں علم نہیں ہے ان نئی نئی حرکتوں کا جو انہوں نے تمہارے بعد کیں۔

اور (۳)　هل شعرت ما عملوا بعدك ......　''کیا آپ کو پتہ ہے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کرتوت کئے

اور (۴) انک لا تدری ما عملوا بعدک ...... ”یقیناً آپ کو معلوم نہیں وہ جو انہوں نے آپ کے بعد کیا۔

غرض یہ سب الفاظ صاف اور واضح طور پر بتلا رہے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو ان لوگوں کی آخری گمراہیوں اور بدانجامیوں کا علم نہیں تھا۔

ہمارے مخالفین کی رکیک تاویل

مدعیانِ علم غیب ان صاف صریح احادیث میں بھی تاویل سے باز نہ رہے ان نصوص صریحہ کو توڑ مروڑ کر اپنے موافق بنانے کے لئے انہوں نے خوب خوب علم دیانت کے جوہر دکھائے۔ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی اور مولوی نعیم الدین صاحب مراد آبادی نے ان احادیث کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے...... کہ:

> رسول اللہ ﷺ کو ان لوگوں کے سب اگلے پچھلے اعمال کا علم تو حاصل تھا اور ان کی آخری گمراہیاں اور بدانجامیاں آپ کو تفصیلاً معلوم تھیں۔ اور کوئی ایک حرکت بھی ان کی آپ سے مخفی نہ تھی۔ لیکن قیامت میں چونکہ حضور ﷺ کے سامنے بہت سے کام ہوں گے، اور آپ ﷺ کو بے انتہاء مصروفیت ہوگی، لہٰذا اس وقت آپ ﷺ کو ان کے انجام سے ذہول ہو جائے گا اور اس ذہول ہی کی بناء پر آپ ﷺ ان کی شفاعت کا اقدام فرمائیں گے اور آپ ﷺ کو جواب ملے گا کہ آپ ﷺ کے بعد انہوں نے جو نئی نئی حرکتیں کیں وہ آپ کو معلوم نہیں...... یعنی...... آپ بھولے ہوئے ہیں۔“

پھر اس تاویل کے لئے ان حضرات نے جو دلائل یا قرائن پیش کئے ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) احادیث میں آتا ہے کہ عالم برزخ میں رسول اللہ ﷺ پر اعمالِ اُمت پیش کئے جاتے ہیں، از انجملہ وہ حدیث ہے جس کو بزاز نے مسند میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

حیاتی خیر لکم و وفاتی خیر لکم تعرض علیّ اعمالکم فما کان خیرلکم تعرض
علیّ اعمالکم فما کان من حسن حمدت اللہ علیه
وما کان من شیئ استغفرت اللہ لکم
میری زندگی تمہارے لئے بہتر اور میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر۔ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جائیں گے۔ پس جو نیکی ہوگی اس پر حمد الٰہی بجالاؤں گا اور جو برائی ہوگی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے تمہارے لئے بخشش طلب کروں گا۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ اس دنیا میں بھی حضور ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کی اُمت کے اعمال پیش ہو چکے ہیں، چنانچہ جامع ترمذی اور سنن ابی داؤد میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عرضت علی اجور امتی حتی القذاۃ یخرجھا الرجل من المسجد وعرضت علی ذنوب امتی فلم ارذنباً اعظم من سورۃ من القرآن اوآیۃ او یتھا رجل ثم نسیھا۔
مجھ پر میری اُمت کے ثواب کے کام پیش کئے گئے یہاں تک کہ تنکا جسے آدمی مسجد سے نکالے اور مجھ پر میری اُمت کے گناہ پیش ہوئے تو میں نے کوئی گناہ اس سے بڑا نہ دیکھا کہ کسی شخص کو قرآن عظیم کی کوئی سورت یا آیت دی جائے پھر اس کو بھلا دے۔

مدعیان علم غیب فرماتے ہیں کہ ان احادیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ساری اُمت کے سارے اچھے برے اعمال حضور ﷺ کے علم میں آ چکے ہیں اور برزخ میں بھی پیش کئے جائیں گے لہٰذا حوض کوثر پر پیش آنے والے واقعہ کو اس پر محمول کیا جانا ضروری اور متعین ہے کہ اس وقت حضور ﷺ کو ذہول ہو گیا۔ (ملخصاً)

اعمال اُمت کی پیشی کے متعلق جو حدیثیں ہمارے مخالفین پیش کرتے ہیں اول تو ان میں اس کا کوئی ذکر نہیں کہ یہ پیشی اجمالی ہوتی ہے یا تفصیلی بلکہ شارحین حدیث نے اس کو اجمالی پیشی پر محمول کیا ہے، علاوہ ازیں یہ پیشی صرف ''اُمت اجابت'' یعنی مسلمانوں ہی کے

اعمال کی ہوتی ہے نہ کہ تمام امت دعوت کے اعمال کی جس میں کفار و مرتدین اور مشرکین و منافقین کے اعمال بھی داخل ہوں۔ چنانچہ خود ان احادیث میں اس کا واضح قرینہ موجود ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو حدیث مسند بزاز کے حوالے سے اوپر مذکور ہوئی ہے، اس کے ان آخری الفاظ پر غور فرمائیے:

فما کان من حسن حمدت الله علیه وما کان من سیئ استغفرت الله لکم

یعنی جو عمل اچھا میرے علم میں آئے گا اس پر میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں گا ور جو برا عمل ہوگا اس پر میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے لئے مغفرت طلب کروں گا۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر صرف وہ گناہ پیش کئے جائیں گے جن کی مغفرت ہو سکے گی اور جن پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بارگاہِ خداوندی میں معافی کی سفارش فرما سکیں گے۔ اور ظاہر ہے کہ کفر و شرک اور ارتداد ایسا گناہ نہیں ہے۔

اسی طرح ترمذی اور ابوداؤد کے حوالے سے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو حدیث مذکور ہوئی ہے اس میں تصریح ہے کہ ''میں نے کوئی گناہ اس سے بڑا نہیں دیکھا کہ ایک آدمی قرآن مجید کی کوئی سورت یا آیت بھلا دے۔''

اس سے بھی صاف معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر صرف مسلمانوں کی نیکیاں اور بدیاں پیش ہوئیں ورنہ ظاہر ہے کہ کفار اور مرتدین کے گناہ (کفر وارتداد وغیرہ) قرآن پاک بھلا دینے سے بدرجہا زیادہ سنگین ہیں۔

الغرض عرض اعمال کی خود یہ احادیث بتلا رہی ہیں کہ آپ پر صرف مسلمانوں کے ثواب یا گناہ کے کام پیش ہوئے یا برزخ میں پیش ہوں گے، کفار یا مرتدین کے گناہوں کے پیش ہونے کا ان احادیث میں کوئی ذکر نہیں......

پس عرض اعمال کی ان احادیث کی بناء پر (جن کا تعلق صرف مسلمانوں کے اعمال سے ہے) یہ ہرگز نہیں کہا جا سکتا کہ ان مرتدین کے مرتدانہ اعمال بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر پیش ہو چکے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم اقدس میں آ چکے تھے۔

نالۂ دل

مدیر اعلیٰ کے قلم سے

الحمدللہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

اما بعد!

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ اپنی دکان بڑھا گئے

محترم قارئین کرام! آپ کے دل بھی خواجہ خواجگان خواجہ خان محمد رحمہ اللہ کے انتقال پر یقیناً افسردہ ہوں گے۔ حضرت کی ذات تھی ہی ایسی! اور حضرتؒ کی زیارت کر کے بے اختیار یہ شعر ذہن میں گونجتا تھا۔

خاموش سے رہتے ہیں پُرسوز سے رہتے ہیں
جن کا تیری یادوں کے گلشن پر بسیرا ہے

حضرتؒ کی حیات اور خدمات پر کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ صرف اتنا ہی کہوں گا کہ وہ ایسی شخصیت تھی، اور ہیں کہ دعاؤں میں ان کا وسیلہ اختیار کیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس گئے گزرے دور میں حضرتؒ نے جس طرح دین کے تمام شعبوں کی سرپرستی فرمائی وہ اپنی مثال آپ ہے۔ دین کا کام کرنے والی ہر جماعت آپ کو اپنا بڑا سمجھتی تھی۔ جس کا واضح ثبوت لاکھوں شرکاء پر مشتمل آپ کا جنازہ تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں نازل فرمائے اس عاشق پاک طینت پر جس نے اپنی خاموشی سے ہی قادیانیت کو ناکوں چنے چبوا دیئے۔ دعا ہے کہ حضرت خواجہ خوجگان رحمہ اللہ تعالیٰ جس مقصد کو لے کر

ساری زندگی قادیانیت کی سرکوبی میں جتے رہے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس عظیم مقصد کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اسی طرح دین کی محنت کرتے کرتے اپنے پاس بلالے۔ آمین

عقیدۂ توحید وسنت کورس:

محترم قارئین! قحط الرجال کے اس دور میں جب کہ علمائے ربانیین ایک ایک کرکے جارہے ہیں، نت نئے فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ایسے افراد کی تیاری انتہائی ضروری ہے جو باطل کے خلاف فکری، تحریری وتقریری جدوجہد کریں۔ اس مقصد کے تحت چند شمارے قبل اعلان کیا گیا تھا کہ شعبان میں عقیدۂ توحید وسنت کورس تفصیل سے پڑھایا جائے گا۔ الحمدللہ! یہ کورس اس سال مکی مسجد نزد بوہڑ والا چوک اسٹیشن لاہور ہونا طے پایا ہے۔ یہ کورس ۲۵ روز کا ہوگا جس میں دیگر ادیان باطلہ بھی پڑھائے جائیں گے۔ مثلاً ہندومت، عیسائیت، یہودیت، مجوسیت، قادیانیت وغیرہ نیز دیگر فرق باطلہ کا تعارف بھی کرایا جائے گا......ان شاء اللہ۔ یہ کورس ۱۷ جولائی ۲۰۱۰ء سے لے ۱۰ راگست ۲۰۱۰ء تک ہوگا ان شاء اللہ۔ اس کورس کا بنیادی موضوع توحید وسنت ہے۔ باقی موضوع ضمناً پڑھائے جائیں گے۔

ایک اور خوشخبری:

محترم قارئین! آپ تک ایک اور اطلاع پہنچاتے جائیں۔ احمد پور شرقیہ تحصیل یزمان ضلع بہاولپور محراب والا کا خطیب بریلوی منظور فیضی کا شاگرد خاص مولوی احمد بخش چک ۱۲۷ میں اہل السنّت مناظر مولانا فیاض الاسلام صاحب کے ہاتھوں بری طرح ہارنے کے بعد دوران مناظرہ اُٹھ کر بھاگ گیا۔ سنی مناظر جو انجمن اہل السنہ والجماعۃ کے ساتھی ہیں، نے بریلوی مناظر کو بری طرح سے لاجواب کردیا۔ انجمن اہل السنہ والجماعت اس فتح پر مولانا فیاض الاسلام صاحب کو مبارک باد پیش کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کو مزید ترقی عطا فرمائے اللّٰھم زد فزد (آمین)

ایک اور تحفہ:

قارئین محترم! مجلہ راہِ سنت کی روز بروز بڑھتی ہوئی مقبولیت کے باعث جو

تحریریں ہمیں موصول ہورہی ہیں، وہ تعداد میں بہت زیادہ ہیں جس کی وجہ سے تحریر شائع ہونے میں اپنی باری آنے میں بہت وقت لیتی ہیں۔ اس صورت حال کے باعث طے یہ کیا گیا کہ رسالہ کے صفحات بڑھادیئے جائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو مواقع میسر آئیں۔ نیز بعض اہل بدعت کا جواب دینے کے لئے جوسنیوں کی تحریروں پر اعتراض کریں، صفحات کی زیادتی ناگزیر تھی۔ بنابریں رسالے کے آئندہ صفحات ۸۰ ہوں گے۔

کنز الایمان نمبر:

کنز الایمان نمبر کا اعلان کیا گیا تھا وہ محرم صفر کا شمارہ ہوگا۔ قیمت ۱۰۰ روپے صفحات ۳۰۰ ہوں گے۔ ان شاء اللہ

ویب سائٹ:

قارئین سے درخواست ہے کہ اہل بدعت کے تعاقب کے لئے بڑے پیمانے پر ویب سائٹ بنادی گئی ہے۔ ساتھیوں سے درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں میں اس کا تعارف کرائیں۔ ویب سائٹ www:Rahesunnat.org اور ای میل ایڈریس rahesunnat.org@gmail.com ہے۔ اس ویب سائٹ پر رسالہ بھی آپ پڑھ سکتے ہیں۔ نیز دو چینل rahesunnat اور Rahesunnat1 بریلویت کے حوالے سے بنادیئے گئے ہیں۔

کچھ بات Facebook کے حوالے سے:

قارئین کے علم میں ہے کہ یہودیوں کے اس چینل Facebook نے مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کی سعی ناکام کی ہے۔ اس عاجز کے دل میں ایک خیال آتا ہے کہ تمام مسلمان جو انٹرنیٹ کو استعمال کرتے ہیں، کم از کم اتنا تو ضرور کریں کہ اس Facebook کی ملعون انتظامیہ کو روزانہ یا ہر دو دن بعد e.mail کر کے زیادہ سے زیادہ message کر کے اپنا احتجاج ریکارڈ کرائیں۔ یہ واقعہ اتنا بڑا ہے کہ ہر کلمہ گو کو لازماً اس مذموم حرکت کے خلاف اپنا حصہ ڈالنا چاہیے، چاہے تحریر و تقریر کے ذریعے، چاہے

جلوس و بائیکاٹ کے ذریعے، یا نہی بالید کے ذریعے......اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی سوئی ہوئی دینی غیرت کو جگادے۔ سب سے بڑھ کر اس معاملے پر افسوسناک تبصرہ وہ ہے جو اس ملعون و مردود ناروے کے ایڈیٹر نے کیا کہ یہ خاکے دوبارہ چھاپنے پر مسلمانوں میں کوئی خاص احتجاج نہیں دیکھا گیا اور مسلمان اس گستاخی کو بھول جائیں گے اور دوبارہ facebook استعمال کرنا شروع کردیں گے۔

ہم سب کو کم از کم یہ تو چاہیۓ کہ ہم facebook کے بائیکاٹ کی وسیع پیانے پر مہم چلائیں اور اس سلسلے میں e.mails کریں اور ایس ایم ایس کریں۔ نیز جو لوگ خطیب ہیں ان کو چاہیۓ کہ خطبۂ جمعہ میں اس کو بیان کریں۔

افسوس صد افسوس! کہ آج غیرت مسلم سوگئی کہ کفار کو اتنی جرأت ہوگئی کہ وہ یہ حرکت دوبارہ کریں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حرمت کے تحفظ کے لئے مرمٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

نہ جب تک کٹ مروں خواجہ بطحا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت پر
خدا شاہد کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

وما علینا الا البلاغ

محمد حماد
مدرس وخادم دارالافتاء
جامعہ مظاہر العلوم
muftihammad@gmail.com

اہم اعلان

پچھلے شمارے اور اس شمارے میں عبارات اکابر پر تنقید کے جائزے کی قسط شامل نہیں کی جاسکی جس کی وجہ سے اس قسط کے مضمون کا طویل ہونا تھا۔ اپنی طوالت، اہمیت اور جامعیت کی وجہ سے اس کو اکٹھا شائع کرنے میں فائدہ زیادہ تھا، مگر چونکہ صفحات مضامین کی کثرت کی وجہ سے بچ نہیں پارہے تھے، اس لئے وہ قسط شامل نہیں کی جاسکی۔ ان شاء اللہ اگلے شمارے میں ضرور شامل ہوگی۔ ان شاء اللہ پہلی جلد کا مسودہ کمپوز ہورہا ہے، جلد ہی منظر عام پر آجائے گی۔

﴿قسط چہارم﴾

مدد صرف اللہ ہی سے کیوں......؟

مناظر اہل السنۃ مولانا رب نواز حنفی، کراچی

شبیر:...... بھائی حذیفہ! کیا آپ مجھے مزید بتلائیں گے کہ مشرکین عرب کن کن بزرگوں کو مشکلات کے وقت پکارتے تھے؟ ان کے نام ان کی حقیقت اور مختصراً کچھ ان کا تاریخی پس منظر بتلادیں۔

حذیفہ:...... جی ہاں! میں آپ کو مشرکین عرب کے خود ساختہ الٰھۃ کے نام اور ان کی کچھ حقیقت بتلاتا ہوں جس سے آپ کو بخوبی اندازہ ہوجائے گا کہ مشرکین عرب بتوں کو نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے نیک اور برگزیدہ بندوں کو پکارتے تھے، چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں پیدا ہونے والے پانچ بزرگوں کا ذکر فرمایا ہے، حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے کے مشرکین اور مشرکین عرب انہی پانچ بزرگوں کو مشکلات کے وقت پکارتے اور ان سے حاجت روائی طلب کرتے، قرآن کریم کی سورہ نوح آیت:۲۳، پارہ:۲۹ میں اللہ تعالیٰ نے ان پانچ بزرگوں کے نام لے کر ان کا تذکرہ فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وقالوا لا تذرن الھتکم ولا تذرن ودًا وّلا سواعا وّلا
یغوث و یعوق و نسراً

ترجمہ: اور بولے (مشرکین) ہرگز نہ چھوڑو اپنے معبودوں کو اور نہ

چھوڑو! ود کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور یعوق اور نسر کو۔

کائنات میں سب سے پہلے شرک انہی بزرگوں کا نام لے کر شروع کیا گیا، چنانچہ بخاری شریف کتاب التفسیر سورہ نوح میں ان پانچ بزرگوں کے عقیدت مندوں کے بارے میں تفصیل آئی ہے کہ جنہوں نے ان بزرگوں کے نام و شکل پر مورتیاں بنا کر ان بزرگوں کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا بنا لیا اور ان کی عبادت کرنے لگے۔ چنانچہ امام بخاریؒ لکھتے ہیں:

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ود، سواع، یعوق، یغوث اور نسر:

اسماء رجال صالحين من قوم نوح فلما هلكوا اوحى الشيطن الى قومهم ان انصبوا الى مجالسهم التى كانوا يجلسون انصابا وسموا ها باسمائهم ففعلو افلم تعبد حتى اذا هلك اولئك وتنسخ العلم عبدت۔

ترجمہ:...... یہ سب حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک آدمیوں (اولیاء اللہ) کے نام تھے، جب یہ وفات پا گئے تو شیطان نے ان کی قوم کو ورغلایا کہ جہاں یہ بزرگ بیٹھا کرتے تھے تم وہاں ان کے (نام کے) بہت بنا کر نصب کر دو اور انہی بزرگوں کے نام پر انہوں نے ایسا ہی کیا جب تک وہ لوگ (بت بنانے والے) زندہ رہے ان بتوں کی عبادت نہ کی گئی، مگر جب یہ لوگ مر گئے اور حقیقت حال کا علم کسی کو نہ رہا تو ان کی عبادت شروع کر دی گئی۔

اسی طرح حافظ ابن قیمؒ اپنی کتاب اغاثة اللفهان جلد اول صفحہ ۱۸۴ میں لکھتے

ہیں:

قال غير واحد من السلف كان هؤلاء قوما صالحين في قوم نوح فلما ماتوا عكفوا على قبورهم ثم صور واتماثيلهم ثم طال عليهم الأمد فعبدوهم

ترجمہ:...... اکثر حضرات سالف کا بیان ہے کہ یہ حضرات (ود، سواع، یعوق، یغوث، نسر) حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگ تھے، جب وہ وفات پا گئے تو لوگوں نے ان کی قبروں پر مجاروی اختیار کرلی، پھر ان کی تصویریں اور مجسمے بنائے پھر جب کافی زمانہ گزر گیا تو ان کی عبادت شروع کردی۔

اسی طرح مشرکین عرب جن بتوں کی پرستش کرتے اور ان کو مشکلات کے وقت پکارتے تھے، ان میں ایک ''لات'' نامی بت تھا یہ کون تھا؟ اس کے متعلق بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۷۲۱ میں مذکور ہے کہ یہ ایک نیک آدمی تھا جو حاجیوں کو ستو گھول گھول کر پلایا کرتا تھا، جس کے نام پر بت بنایا گیا ہے اسی لات کے متعلق ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۲۵۳ میں ذکر ہے یہ ایام جاہلیت میں حاجیوں کو ستو گھول گھول کر پلایا کرتا تھا۔

فلما مات عكفوا على قبره فعبدوه

ترجمہ:...... جب اس (لات) کی وفات ہوگئی تو لوگوں نے اس کی قبر پر اجتماع شروع کردیا اور اس کی عبادت کی جانے لگی۔

مشرکین عرب حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہم السلام سے بہت زیادہ عقیدت و محبت رکھتے تھے، چنانچہ ان مشرکین نے ان دو بزرگ شخصیتوں کی بھی تصاویر اور مورتیاں

بیت اللہ میں نصب کی ہوئی تھیں، چنانچہ صحیح بخاری جلد۲ صفحہ۶۱۴ میں مذکور ہے:

جب ۸ھ کو جناب رسول اللہ ﷺ نے دس ہزار قدسیوں کی معیت میں مکہ مکرمہ فتح کیا تو اس وقت کعبۃ اللہ میں تین سو ساٹھ بت نصب تھے جن میں خصوصیت کے ساتھ ''صورۃ ابراھم و اسمٰعیل فی ایدیھما من الازلام الخ'' حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کی تصویریں بھی تھیں جن کے ہاتھوں میں لاٹری کے نیزے دکھائے گئے تھے۔

بھائی شبیر! آپ نے دیکھا کہ مشرکین عرب نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہم السلام کے نام اور شکل وصورت پر مورتیاں بنائی ہوئی تھیں۔ اب آپ کو اندازہ ہوگیا ہوگا کہ مشرکین عرب کا مقصود بت نہیں بلکہ جن کے نام اور شکل وصورت پر یہ مورتیاں تھیں وہ بزرگ مقصود تھے۔ چنانچہ مشرکین عرب کے ایک بت کا نام منات تھا جس کے متعلق علامہ سیوطی رحمہ اللہ تفسیر اتقان میں لکھتے ہیں کہ منات بھی انسان کا نام تھا۔

عرب کا ایک مشہور بت جس کا نام ہبل تھا اس کے متعلق فیض الباری جلد۴ صفحہ ۹۶ پر لکھا ہے کہ یہ ایک بت تھا جو ہابیل کے نام پر لوگوں نے بنا رکھا تھا جس کو اس کے بھائی قابیل نے شہید کردیا تھا، اس لئے اس شہید مظلوم سے عرب کے مشرک مصیبت اور تکلیف کے وقت اور خاص طور پر جنگ کے موقع پر مدد طلب کرتے تھے۔

چنانچہ بخاری شریف جلد دوم صفحہ نمبر ۵۷۹ میں ہے کہ حضرت ابوسفیان نے بحالت کفر جنگ اُحد میں ''اعل ھبل'' کا نعرہ بلند کیا تھا۔

اسی طرح تفسیر ابن کثیر جلد۲ صفحہ ۲۵۱ میں حضرت ہشام بن العاص الاموی سے روایت ہے کہ جب مجھے دمشق میں سفیر اور قاصد بنا کر بھیجا گیا تو میں نے شاہی محل میں پادریوں کے پاس حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت موسیٰ، حضرت ہارون، حضرت لوط،

حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، حضرت اسماعیل، حضرت یوسف، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد علیہم الصلوٰت والتسلیمات کی تصویریں اور فوٹو دیکھے تھے۔ (یہ تصویریں ہاتھ سے بنائی گئی تھیں)

شبیر بھائی! آپ نے دیکھا کہ مشرکین عرب نے حقیقت میں بتوں کو نہیں بلکہ جن بزرگوں کے نام اور شکل پر بت بناتے تھے ان بزرگوں کو حاجت روا اور مشکل کشا بنایا ہوا تھا۔ یہ مشرکین اللہ کے برگزیدہ بندوں کے دنیا سے چلے جانے کے بعد ان کے نام اور شکل پر تصاویر اور بت بنا کر ان کی پوجا پاٹ کرتے تھے اور یہ تصور کرتے تھے کہ ہم ان مورتیوں کی تعظیم کریں گے تو یہ بزرگ خوش ہو کر اللہ کے یہاں ہماری سفارش اور مدد کریں گے۔

چنانچہ صحیح بخاری جلد اول صفحہ نمبر ۶۱ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ام حبیبہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے ایک مرتبہ فرمایا کہ ہم نے ملک حبشہ میں ایک گرجا دیکھا تھا جس میں کچھ فوٹو اور تصویریں تھیں ہم نے اس کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

قال ان اولئك اذا كان فيهم الرجل الصالح فبدت
سو علىٰ قبره مسجد او صوروا فيه تلك الصور
و اولئك شرار الخلق عندالله يوم القيامة

ترجمہ:...... ان لوگوں میں جب کوئی نیک اور صالح آدمی مرجاتا تو اس کی قبر پر مسجد اور تکیہ بنا دیتے تھے اور اس کا فوٹو اور تصویر بنا کر نصب کر دیتے تھے۔ اور وہ اللہ کے نزدیک قیامت کے دن بدترین مخلوق ہوں گے۔

بھائی شبیر! آپ جہاں تک بھی سراغ لگائیں گے آپ کو یہی ملے گا کہ بتوں کی اصل صاحب بت اور تصویروں کی اصل صاحب تصویر تھے۔ عقیدت مجسموں سے نہیں بلکہ

جن کے نام اور صورت پر مجسمہ بنایا گیا ہے ان سے ہوتی ہے، آپ ہندوؤں اور دیگر بت پرستوں سے پوچھیں ان میں سمجھدار اور انصاف پسند بتائیں گے، اسی نظریئے سے انہوں نے اپنے مذہبی اور سیاسی بزرگوں کے نام پر بت بنائے ہیں، پیتل، چاندی، لکڑی کے بے جان مجسموں سے انہیں کوئی حقیقی لگاؤ اور محبت نہیں، ان مجسموں سے جو تعلق بھی ہے وہ بزرگوں کی عقیدت کی وجہ سے ہے۔

چنانچہ آج بھی شیطان نے پینترہ بدلتے ہوئے بعض نادانوں کو بزرگون کے بتوں اور مجسموں کے بجائے بزرگوں کی قبروں اور تصویروں سے وہی عقیدت رکھنی شروع کرادی جو پہلے بتوں اور مجسموں سے وہ بارہا کرواچکا ہے۔ اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرض الوفات میں مبتلا ہوئے تو اپنے چہرۂ مبارک سے بار بار کپڑا اُٹھا کر یہی ارشاد فرماتے رہے:

لعن اللہ الیھود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیائھم مسجداً

ترجمہ:...... اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاری پر کہ جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنادیا۔

اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ قبور انبیائھم و صالحھم کہ لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر جنہوں نے پیغمبروں اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا۔

دنیا کا کوئی بھی عقل مند انسان اس کو باور نہیں کرسکتا کہ کسی باہوش آدمی نے کبھی محض اینٹ اور پتھر کی عبادت کی ہو بلکہ یہ جو کچھ بھی ہوا پیغمبروں اور بزرگوں کے نام پر ہوا کسی کا مجسمہ توجہ سمجھا گیا تو کسی کی تصویر، کسی کے اٹھنے بیٹھنے کی جگہ کو متبرک سمجھ کر اس کی پرستش کی گئی اور ان سے حاجت روائی کی گئی۔

......(جاری ہے)......

﴿قسط اوّل﴾

سچ، سچ ہوتا ہے

میثم رضوی کے اعتراضات کے جوابات

فاتح بریلویت مناظر اہل السنۃ مفتی محمد حماد نقشبندی

نوٹ:......قارئین کرام! قادری رضوی کتب خانہ کے میثم عباس بریلوی کی طرف سے بندہ کی بعض تحریروں پر اور اہل السنّت کے بعض علماء پر اعتراضات کئے گئے ہیں، ان اعتراضات کے سلسلے میں میثم صاحب اپنے پیش رَو مولوی احمد رضا خان صاحب کے نقش قدم پر چلے ہیں۔ جس طرح احمد رضا خان صاحب نے اپنی کم فہمی کی بناء پر ساری زندگی سنیوں پر سب وشتم کرتے رہے، حتیٰ کہ بریلوی فرقہ بنالیا، اسی طرح میثم عباس صاحب اپنی کم فہمی کی بناء پر صحیح طرح بات سمجھ نہ سکے۔ زیرِ نظر تحریر ان کے اعتراضات کا مستقل جواب دینے کے لئے شروع کی جارہی ہے۔ تنگیٔ صفحات کی بناء پر اس کو ہم قسط وار شائع کرنے پر مجبور ہیں۔ ورنہ دل تو یہی چاہتا ہے کہ اس کو ایک دفعہ سارا شائع کیا جاتا۔ مگر بقول غالبؔ

ہزاروں خواہشیں ایسی ....

محمد حماد

الحمدللہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

اما بعد

محترم قارئین! اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور عبادت وہی مقبول ہے جو خالص ایک اللہ کے لئے کی جائے اور پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقے پر ہو، بالفاظ دیگر عبادت کے مقبول ہونے کے لئے توحید اور سنت کے

مطابق ہونا ضروری ہے۔اسی دعوت توحید وسنت کے لئے ''راہِ سنت'' کا اجراء کیا گیا تھا،مگر بعض لوگوں کو شاید یہ دعوت توحید وسنت کی کاوش پسند نہیں آئی اور کیوں پسند آتی جب کہ ان کے بڑوں کے نزدیک توحید وہابیوں کی ایجاد ہے اور شیطان بڑا موٴحد تھا(نعوذ باللہ)۔

انہی اہل بدعت کی ترجمانی کرتے ہوئے جناب میثم عباس رضوی صاحب نے بندہ کی تحریروں پر اعتراضات کئے ہیں،بندہ پہلے اعتراض نقل کرے گا اور پھر اس کا جواب دیا جائے گا۔

اعتراض وجھوٹ نمبرا:

مولانا عبدالتواب صدیقی اچھروی نے مناظرہ سے راہِ فرار اختیار کی، یہ دیوبندیوں کا نرا جھوٹ ہے۔جناب علامہ مولانا عبدالتواب سے بندہ نے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ دیوبندی خود مناظرہ سے انکار کررہے ہیں میں تو دیوبندیوں کی کفریہ عبارات پر مناظرہ کے لئے تیار ہوں جو چاہے میرے ساتھ مناظرہ کرلے اس کے باوجود دیوبندیوں کا کہنا کہ علامہ صاحب ہمارے ساتھ مناظرہ نہیں کررہے ہے،تو یہ ان کا دجل وفریب ہے۔''......(کلمۂ حق ص۳۔۴)

جواب:

قارئین کرام!جب بھی کوئی مقدمہ قاضی کی عدالت میں جاتا ہے تو کبھی بھی قاضی یا جج اس مقدمے کے سچے یا جھوٹے ہونے کا فیصلہ مدعی سے پوچھ کر نہیں کرتا۔مثلاً زید کاشف پر چوری کا دعویٰ کرے تو جج یا قاضی کبھی یوں نہیں کرتا کہ کاشف سے پوچھے کہ تم نے چوری کی ہے اور کاشف کے انکار پر فیصلہ کردے کہ زید جھوٹا ہے۔جو قاضی ایسا کرے شریعت اس کو خائن اور بددیانت کہتی ہے اور اسے یہ حق نہیں دیتی کہ وہ قاضی کے عہدے پر بیٹھے۔

عبدالتواب صدیقی صاحب تو مدعیٰ علیہ ہیں۔ان کے کہنے اور انکار کرنے سے دیوبندیوں کا جھوٹا ہونا کیسے لازم آگیا وہ تو خود مدعیٰ علیہ ہیں،مدعیٰ علیہ کی بات تو معتبر ہی

نہیں۔آپ کو چاہئے تھا کہ آپ غیر جانبدار شہادت پیش کرتے ،مگر وہ آپ کے پاس ہوتو پیش کریں۔آیئے!ہم آپ کو ایک غیر جانبدار شہادت پیش کرتے ہیں۔

قارئین کرام!اس سارے معاملے کی ویڈیو بنائی گئی تھی ہم یہ فیصلہ ویڈیو پر کر لیتے ہیں کہ آیا عبدالتواب بھاگا تھا یا نہیں؟یہ ویڈیو سی ڈی آپ ہم سے بھی منگوا سکتے ہیں اور خود بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

دوسری دلیل:

خود میثم صاحب کی تحریر ہمارے حق میں ہے۔بندہ نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ احمد رضا خان اپنی عبارات،اصول وقواعد کی روشنی میں کافر ہے۔اور ہم اس کی کفریہ عبارات پر مناظرہ کریں گے۔نیز آپ کی طرف سے نصر اللہ قادری نے دعویٰ لکھا تھا کہ بریلوی اہلسنت ہیں یعنی آپ کا موضوع جو آپ کے وکیل کی طرف سے مقرر ہوا تھا وہ یہ تھا کہ ''سنی کون ہے؟''اس دعوے کے آپ مدعی تھے اور میرا دعویٰ بریلویوں کی کفریہ عبارات تھی۔ جیسا کہ ویڈیو میں دیکھا جا سکتا ہے۔

اب میثم صاحب لکھ رہے ہیں کہ ہم نے عبدالتواب صاحب سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ

''میں تو دیوبندیوں کی کفریہ عبارات پر مناظرہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔''(ایضاً ص ۳)

عبدالتواب صاحب کے اس جملے سے درج ذیل باتیں ثابت ہوئیں:

۱۔ عبدالتواب صاحب اپنے دعویٰ پر بات کرنے سے پھر گئے ان کا دعویٰ تو یہ تھا کہ ''سنی کون ہے؟''

۲۔ وہ میرے دعویٰ پر بھی بات کرنے کو تیار نہیں کیونکہ میرا دعویٰ بریلویوں کی کفریہ عبارات کے بارے میں تھا۔

۳۔ میثم صاحب کے اس جملے سے ہی ثابت ہوگیا کہ عبدالتواب

صاحب بریلویوں کی کفریہ عبارات پر مناظرہ کرنے کو تیار نہیں اور یہی ہم نے کہا تھا ملاحظہ ہو راہِ سنت کا شمارہ نمبر ۶، شمارہ ۵

اب ہم میثم صاحب سے مؤدبانہ دریافت کرتے ہیں کہ آپ کے اس جملے کی روشنی میں مناظرے سے بھاگنا کس کا ثابت ہو رہا ہے اور جھوٹا کون ثابت ہو رہا ہے...... بریلوی یا دیوبندی......؟

باقی آپ ویڈیو میں دیکھ سکتے ہیں کہ علمائے اہل السنہ دیوبند پر ہونے والے اعتراضات کے جواب کے لئے میں نے کہا تھا کہ الگ سے مناظرہ رکھا جائے گا اس مناظرے کے بعد اور دس جنوری کو ترتیب طے ہوئی تھی کہ دونوں فریقین اپنے لکھے ہوئے دعووں پر کس ترتیب سے گفتگو کریں گے مگر عبدالتواب صاحب کے وکیل نے تحریر کو تسلیم کرنے سے ہی انکار کر دیا، تو فرار کس کا ثابت ہوا...... میرا یا عبدالتواب کا......؟

قارئین خود فیصلہ کرلیں کہ میثم صاحب کی تحریر کی رُو سے کذاب کون ثابت ہوا؟

اعتراض وجھوٹ نمبر ۲:

مناظرہ ہوئے بغیر اپنی فتح اور فریق مخالف کی شکست کا علان بھی دیوبندیوں کی (بڑھک مار) ذہنیت کا عکاس ہے۔

جواب:

ہر صاحب عقل پر اوپر کے جواب سے واضح ہو چکا ہے کہ مناظرے سے فرار عبدالتواب صدیقی نے اختیار کیا۔ موصوف کی عبارت سے بندہ اس کو ثابت کر چکا ہے۔ اس کو "بڑھک" کہہ کر اپنی جان نہیں چھڑائی جا سکتی۔ موصوف کو دعوت ہے کہ اس کو "بڑھک مارنا" پہلے ثابت کریں، پھر بات کریں۔ ہمارے پاس تو اپنے دعویٰ کا ثبوت ویڈیو کی شکل میں موجود ہے۔

اعتراض وجھوٹ نمبر ۳:

دیوبندی مناظر مولوی الیاس گھمن نے اپنی ایک تقریر میں مناظر اسلام فاتح

وہابیت علامہ حنیف قریشی صاحب کو مناظرہ کا چیلنج دیا۔

جواب:

حقیقت حال یہ ہے کہ بریلوی حضرات کی طرف سے مولوی حنیف قریشی نے مناظرے کا چیلنج پہلے دیا تھا، جس کا اقرار خود حنیف قریشی نے اس ویڈیو میں کیا ہے جو مولانا الیاس گھمن صاحب کے چیلنج کے بارے میں Youtube پر ہے بلکہ حنیف قریشی صاحب تو اس ویڈیو میں کہتے ہیں کہ ''میرا پانچ سال قبل سپریم کورٹ کا چیلنج مناظرہ ہے''۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ ''مدعی سست، گواہ چست''۔ آپ کا حنیف قریشی ویڈیو میں خود اقرار کر کے کہہ رہا ہے کہ ''میرا چیلنج پانچ سال سے ہے۔'' اور آپ اس کی صفائی پیش کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ چیلنج مولانا گھمن صاحب نے کیا، یہ آپ کا تیسرا جھوٹ ہے۔

مولانا الیاس گھمن صاحب نے اس کے چیلنج کرنے کے جواب میں پنڈی کی سرزمین پر جا کر بھرے مجمعے میں یہ الفاظ کہے کہ......

''پنڈی کا ایک بدبخت شخص حنیف قریشی علمائے دیوبند کو چیلنج کرتا ہے میں اس کا چیلنج قبول کرتا ہوں۔''

قارئین خود فیصلہ کریں کہ جھوٹ کون بول رہا ہے؟ یہ دونوں چیزیں اگر کسی نے دیکھی ہوں تو Youtube پر میرے شاگرد حافظ عمیس کا جواب دیکھ لیں۔ Youtube پر جا کر مفتی حماد لکھیں تو یہ ویڈیو بھی آجائے گی جس میں تلمیذ قریشی کو منہ توڑ جواب دیا گیا۔

اعتراض وجھوٹ نمبر ۴:

مولوی حماد دیوبندی نے انٹرنیٹ پر آکر مناظر اسلام علامہ حنیف قریشی کو مناظرے کا چیلنج دیا۔

جواب:

جس کسی نے میثم صاحب کے جھوٹ کا عملی نمونہ اپنی آنکھوں سے دیکھنا ہو تو وہ

میرا clip دیکھ کر اندازہ کرسکتا ہے کہ میثم صاحب جھوٹ بولنے کے کتنے ماہر ہیں۔

میں نے حنیف قریشی کے چیلنج کو قبول کرنے کا اعلان کیا تھا نہ کہ مناظرے کا چیلنج خود دیا۔ اور ساتھ میں کہا تھا کہ جس کو بھی مناظرہ کرنے کا شوق ہے میں اس کا چیلنج قبول کرتا ہوں ان دو شرطوں کے ساتھ۔

قارئین کرام! میثم صاحب جھوٹ بول رہے ہیں یا میں جھوٹ بول رہا ہوں، اس کا فیصلہ آپ خود یہ clip دیکھ کر کرلیں۔

﴿**نوٹ**:...... یہ clip سی ڈی کی شکل میں بھی دستیاب ہے﴾

سب سے مزے کی بات یہ ہے کہ اس تحریر میں ایک طرف میثم صاحب لکھتے ہیں:

''اس طرح کا ''چیلنج چیلنج'' کھیل بند کرو۔'' (ایضاً ص:۴)

اور دوسری طرف خود یہ کھیل کھیلتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حنیف قریشی صاحب کی جانب سے مولوی الیاس گھمن دیوبندی اور ان کے دیگر مناظرین کو چیلنج دیا جاتا ہے۔'' (ایضاً ص:۵)

قارئین کرام! اب یہی چیلنج قبول کرنے کا اعلان میں دوبارہ کروں گا تو میثم صاحب اپنی کم فہمی کی بناء پر لکھیں گے:

''مولوی حماد دیوبندی نے انٹرنیٹ پر آ کر حنیف قریشی صاحب کو مناظرے کا چیلنج دیا۔''

اہل بدعت کی حماقت:

قارئین کرام! مناظرہ میں ایک فریق کی طرف سے مناظرے کا چیلنج دیا جاتا ہے اور دوسرا فریق اس چیلنج کو قبول کرکے آپس میں شرائط مناظرہ طے کرتے ہیں۔ اب آپ کو ہم ایک لطیفہ سناتے ہیں:

لطیفہ:...... حنیف قریشی نے علمائے دیوبند کو مناظرے کا چیلنج دیا، علمائے دیوبند کی طرف سے گھمن صاحب نے قبول کیا

حنیف قریشی صاحب دوبارہ انٹرنیٹ پر آکر کہتے ہیں: ”میں مناظرے کا چیلنج کرتا ہوں۔“

علمائے دیوبند کی سے طرف بندہ محمد حماد آکر اعلان کرتا ہے کہ ”میں قبول کرتا ہوں اور شرائط مناظرہ پیش کرتا ہوں۔“

اب میثم صاحب پھر لکھتے ہیں:

”حنیف قریشی کی جانب سے علمائے دیوبند مناظرے کا چیلنج کرتا ہوں۔“

تو قارئین آپ خود بتائیں کہ طوطے کی طرح چیلنج کی رَٹ کس نے لگائی؟؟؟......جی ہاں......درست سمجھے......حنیف قریشی نے

لگتا ہے کہ حنیف قریشی صاحب کے پاس اپنی عوام کو دھوکہ دینے کے لئے اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے کہ اپنی عوام کو بے وقوف بناتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ

”میں چیلنج کرتا ہوں............!!!“

قارئین کرام! آپ خود فیصلہ کریں ترتیب کے مطابق جب میں نے اعلان کر دیا کہ ہمیں چیلنج قبول ہے، اور میری طرف سے یہ شرائط ہیں تو اب مولوی حنیف قریشی کو چاہئے کہ یہی اعلان کرے کہ ہمیں یہ شرائط قبول ہیں تاکہ بات آگے بڑھے۔ مگر اس کے برعکس مولوی حنیف قریشی صاحب طوطے کی طرح وہی جملہ بار بار دہرائے جا رہے ہیں، ہر عقل مند آدمی اس صورت حال کا جائزہ لے کر یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ مناظرے سے فرار حنیف قریشی اور ان کے حواری اختیار کر رہے ہیں ہم انتظار میں ہیں کہ کب حنیف قریشی اعلان کریں گے کہ مجھے یہ شرائط قبول ہیں مگر شاید............!

اعتراض نمبر ۵:

”راہِ فرار اختیار کرنے کی خاطر اپنی طرف سے نامعقول شرائط کا ذکر کیا۔“ (کلمۂ حق ص:۴)

جواب:

قارئین کرام پہلے ان شرائط کو ملاحظہ فرمائیں جو میں نے اپنے clip میں ذکر کی تھیں:

۱۔ گفتگو حسام الحرمین کے مطابق ہوگی اور حسام الحرمین کی ترتیب پر ہوگی۔

۲۔ احمد رضا خان کی کفریہ عبارات پر گفتگو پہلے ہوگی۔

(میثم عباس رضا خانی (رضا خانی میں ''ی'' نسبت کی ہے اور نسبت احمد رضا خان کی طرف ہے۔اس پر میثم عباس کو سیخ پا نہیں ہونا چاہئے) نے ان شرائط کو نامعقول کہا۔تعجب ہے کہ آج تک علمائے دیوبند کو جس کتاب کی وجہ سے کافر کہا جا رہا ہے جب ہم اس کتاب پر گفتگو کرنے کا کہیں تو آپ کے نزدیک نامعقول...... حالانکہ یہ وہ کتاب ہے جس کے بارے میں بریلویوں نے صوارم الہندیہ میں لکھا ہے کہ [redacted] کتاب لا ریب فیہ

یہ وہ کتاب ہے جس سے اختلاف کرنے والوں کے بارے میں الیاس عطار صاحب فرماتے ہیں کہ ایمان ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔

جو کتاب ہی بریلوی فرقہ کے وجود کا سبب بنی، جو کتاب بریلوی حضرات کے نزدیک ایسی معتبر اور سچی ہے کہ اس سے اختلاف ایمان سے محروم کردے تو اس کو میدان مناظرہ میں سچا ثابت کرنے سے بریلوی حضرات کیوں کترا رہے ہیں؟

مگر یہ ایک حقیقت ہے، ہاں بریلویوں کے لئے ایک تلخ حقیقت، ایک کڑوا سچ..... کہ <u>بریلوی قیامت تک اس کتاب حسام الحرمین کو سچا ثابت نہیں کرسکتے۔</u>

یہ وہ سیاہ جھوٹ ہے کہ جو مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی حضرات کی گود ڈال کر اس دنیا سے چلے گئے۔لوگ مکہ مکرمہ جا کر جھوٹ بولنے سے توبہ کر کے آتے ہیں مگر بریلوی مسلک کے بانی مولوی احمد رضا خان اللہ کے گھر جا کر جھوٹ بولتے ہیں۔نہ صرف جھوٹ بولتے ہیں بلکہ اس جھوٹ کی بناء پر علمائے ربانیین کی تکفیر کرتے ہیں اور تکفیر کی ایسی

بوچھاڑ کرتے ہیں کہ جو ان کے کفر کے میں شک کرے وہ بھی کافر مثلاً پیر کرم شاہ مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی تکفیر نہیں کرتے، لہٰذا احمد رضا کے فتویٰ کے مطابق پیر کرم شاہ کافر اور جو پیر کرم شاہ کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر اس لئے خان صاحب کو مکفر المسلمین کا خطاب دیا گیا انا للہ وانا الیہ راجعون

ہم حیران ہیں کہ جس کتاب کی وجہ سے آپ ہم سنیوں کو کافر کہتے ہو اس کے مطابق مناظرہ کرنا آپ کو نامعقول کیوں نظر آتا ہے؟ مگر محترم قارئین! حسام الحرمین وہ کڑوی گولی ہے جو بریلویوں سے نہ نگلی جائے نہ اُگلی جائے، اس کو جھوٹا مانتے ہیں تو خان صاحب کی ۵۰ سالہ محنت برباد ہوتی ہے، سچا مانتے ہیں تو سچا ثابت بھی کرنا پڑے گا اور جب اس مرحلے کی باری آتی ہے تو ''سب حلوے والے بھائی ''یا حلوہ'' کہہ کر بھاگتے نظر آتے ہیں کہ کریں تو کیا کریں......؟ جائیں تو کہاں جائیں......؟ ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے کہ بریلوی حضرات اللہ کا خوف کرتے ہوئے اس کتاب کا جھوٹا ہونا تسلیم کرلیں۔ اسی میں سلامتی ہے۔

جھوٹ نمبر ۵:

جب دیوبندی اکابر نے اللہ ورسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخیاں کیں...... احمد رضا خان فاضل بریلوی نے دیوبندی اکابر کو بذریعہ خطوط ان عبارات سے رجوع اور توبہ کرنے کو کہا لیکن دیوبندی اکابر نے ڈھیٹ پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے توبہ سے انکار کیا۔'' (کلمہ حق)

جواب:

قارئین کرام! یہ وہ جھوٹ ہے جس کو میثم صاحب تو دور کی بات ہے، ان کے اعلیٰ حضرت ساری زندگی ثابت نہ کرسکے۔ قارئین کو ایک مثال دے کر ہم بات سمجھاتے ہیں۔ ایک شخص مسجد سے نماز پڑھ کر نکل رہا تھا، آگے سے چور آگیا چور نے اس شخص کو دیکھ کر شور مچایا کہ لوگو! یہ چور ہے۔ وہ صوفی صاحب آگے سے بولے میں نے تو کبھی چوری کا نہیں

سوچا، صوفی صاحب انکار کر رہے ہیں اور چور صاحب ان پر الزام دھر رہے ہیں۔ یہی کام احمد رضا خان نے علمائے دیوبند کی عبارات کے ساتھ کیا۔ وہ ساری زندگی الزامات لگاتے رہے اس چور کی طرح مگر کبھی ثابت نہ کر سکے۔

ایک ہوتا ہے الزام اور ایک ہوتا ہے اختلاف......!

الزام یہ ہے کہ ایک فریق دوسرے پر کوئی شے لازم کرے اور دوسرا اس کا انکار کرے۔ اور اختلاف یہ ہے کہ ایک فریق نے دوسرے پر کوئی شے لازم کی اور دوسرا فریق اس کا اقرار کرے۔ مثلاً ہم شیعوں کو کہیں تم بارہ اماموں کو معصوم مانتے ہو وہ اقرار کر کے کہیں کہ ہم مانتے ہیں تو یہ اختلاف ہو گا لیکن اگر ایک فرقہ دوسرے کو الزام دے کر کہے کہ تم نے فتویٰ دیا کہ اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ جھوٹ بولتا ہے اور دوسرا کہے کہ ایسی بات ہرگز نہیں جو ایسا کہے ہم اس کو کافر سمجھتے ہیں تو یہ محض الزام ہے۔ اور الزامات کا یقیناً انکار ہی کیا جائے گا۔ احمد رضا خان صاحب ساری زندگی علمائے دیوبند پر الزامات لگاتے رہے اور یہ الزام ہی رہے، یقیناً ہمارے علماء نے اس کا انکار ہی کرنا تھا۔

سب سے لطف کی بات یہ ہے کہ اس کا اقرار خود بریلویوں کو بھی ہے کہ یہ الزامات محض الزامات ہیں ان میں سچائی کوئی نہیں۔

ارشد القادری صاحب لکھتے ہیں:

علماء دیوبند..........نصف صدی سے سارے جہاں میں موردِ الزام ہیں.....(جماعت اسلامی ص ۱۱/ دوسرا ایڈیشن)

میثم صاحب نے مزید جھوٹ یہ بولا کہ علمائے دیوبند نے توبہ سے انکار کیا۔ (ایضاً)

میثم صاحب! آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے علمائے دیوبند تو ان الزامات سے اپنی براۃ کا اظہار ہر طرح سے کیا مگر احمد رضا خان کے سامنے تو کچھ اور مقصد تھا جیسے کوئی شخص آپ کے پاس آئے اور کہنا شروع ہو جائے کہ میثم صاحب آپ منکر حدیث ہیں، آپ کے

بار بار انکار پر وہ شخص جائے اور جامعہ نعیمیہ سے یہ فتویٰ لکھوالائے کہ جو شخص حدیث کا انکار کرے اس کا کیا حکم ہے؟ وہ فتویٰ کفر کا دیں وہ شخص جامعہ نعیمیہ کا یہ فتویٰ کفر لا کر لوگوں میں تقسیم کرے کہ میثم صاحب کے بارے میں فتویٰ کفر جامعہ نعیمیہ نے دے دیا۔ یہی کام احمد رضا خان نے علمائے دیوبند کے بارے میں کیا۔ پہلے الزام لگائے جب وہ چیخ چیخ کر انکار کر رہے ہیں کہ حاشا وکلا یہ معنی ہمارے دل و دماغ میں بھی نہیں، مگر احمد رضا خان صاحب اسی چور کی طرح جھوٹ بولے جا رہے ہیں تو آپ خود فیصلہ کریں جھوٹا کون ہے اور سچا کون؟

جھوٹ نمبر ۶:

علماء حرمین نے حسام الحرمین میں اعتراض.........دیوبندیوں پر فتویٰ کفر دیا۔

جواب:

احمد رضا خان نے جھوٹی عبارتیں پیش کیں اور وہاں پر احمد رضا خان کے ساتھ کیا سلوک ہوا اور کس طرح دھتکارا گیا۔ یہ سب تفصیلاً پڑھنے کے لئے ملاحظہ کریں شہاب ثاقب، مقدمہ شہاب ثاقب از مولانا قاری عبد الرشیدؒ مطالعہ بریلویت جلد ۸۔

علمائے حرمین کو جب اصل صورت حال کا علم ہوا کہ کس طرح ہم سے دھوکے سے جھوٹی عبارتیں پیش کی گئیں تو انہوں نے علمائے اہل السنہ سے سوالات کر کے رجوع کیا جو کہ مہند علی المفند کے نام سے چھپا۔ نیز عقائد علمائے دیوبند اور حسام الحرمین نامی کتاب میں بھی حسام الحرمین کا مکمل جواب چھپ چکا ہے۔ اسے دیکھ لیا جائے۔

اعتراض:...... حشمت علی نے دیوبندیوں کی تکفیر کی تائید ہندوستان کے علماء مشائخ سے کی۔

جواب:...... حشمت علی بھی احمد رضا خان کے نقش قدم پر چلا۔ حشمت علی اس ڈرامے کا جواب علمائے اہل السنّت نے اس وقت پورے ہندوستان کے تقریباً ۳۵۰ علماء سے اپنی تائید کی صورت میں شائع کروا کے دیا جو کو برأۃ الابرار کے نام سے چھپا جس میں

رضاخانیت پورے ہندوستان میں ہر جگہ سے بھاگنے پر مجبور ہوگئی۔باقی میثم صاحب نے اپنی جھوٹ بولنے والی ٹریننگ کے ہاتھوں مجبور ہو کر ایک جھوٹ حشمت علی کے بارے میں مزید بولا کہ وہ فاتح دیوبندیت تھا۔تُف ہے ایسے جھوٹ پر اس شخص کی شکستوں کی داستان کسی نے پڑھنی ہو تو فتوحات نعمانیہ کا مطالعہ کرلے۔یہ شخص ساری زندگی مولانا منظور نعمانی رحمہ اللہ کے ہاتھوں مناظروں میں شکست کھاتا رہا۔میثم صاحب کو شرم آنی چاہئے، اس حشمت علی کو فاتح لکھتے ہوئے۔

جھوٹ نمبر ۷:

دیوبندی اپنی تحریرات میں اعلیٰ حضرت پر اس وجہ سے سب وشتم کرتے ہیں کہ انہوں نے دیوبندیوں کو کافر کیوں کہا۔

جواب:

ہماری سمجھ سے باہر ہے کہ میثم صاحب کس دیدہ دلیری سے جھوٹ بولتے ہیں۔ دیوبندی آپ کے اعلیٰ حضرت کو اس کی گستاخیوں اور مشرکانہ عقائد کی وجہ سے گستاخ سمجھتے ہیں۔ہمارے علماء نے کبھی بھی اعلیٰ حضرت کو اس وجہ سے مطعون نہیں کیا کہ اس نے ہمیں کافر کہا بلکہ گستاخیوں اور مشرکانہ عقائد کی وجہ سے مشرک کہا۔یہ آپ کے اعلیٰ حضرت کے کرتوت ہیں جس نے ان کو گستاخ بنایا۔مگر افسوس آپ کو ہم سنیوں پر کیچڑ اُچھالنا تو آتا ہے مگر حدائق بخشش میں گستاخی بھرے اشعار نظر نہیں آتے۔آپ کو گستاخیوں سے بھرے ملفوظات نظر نہیں آتے چاہے احمد رضا خان صاحب اللہ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنم کا بچھڑا لکھے یا مدینہ منورہ کے نور کو مجرا کہے۔چاہے حضرت یوسف علیہ السلام کی توہین ہو یا ازواج مطہرات کی ان میں گستاخی......آپ چاہے پیران پیرؒ کی گستاخی کر کے ان کو رضاعی بیٹا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ثابت کریں یا آپ چاہے تو صحابیٔ رسول علیہ السلام کو کافر لکھیں، آپ چاہے تو احمد رضا کو ساقیٔ کوثر بنائیں، آپ چاہے تو احمد رضا پر دورد پڑھیے چاہے تو اس کا دیدار نبی کا دیدار

بتائیں، چاہے اس کو تلمیذ الرحمٰن لکھیں، چاہے تو اس کے لئے معصومیت ثابت کریں کہ لفظ برابر خطا بھی ناممکن یہ گستاخیاں میثم صاحب! آپ کو نظر نہیں آتی۔ اس وقت کہاں گیا یہ اصول کہ طلام میں تاویل باطل ہے، کہاں گئے ارشد قادری صاحب جو فرماتے ہیں کہ توبہ کے علاوہ کوئی تاویل عذاب سے نہیں بچا سکتی۔ کہاں گئے حسن رضوی صاحب جو فرماتے ہیں تاویل جائز نہیں۔ علمائے دیوبند کے بارے میں جائز نہیں اور اپنی باری میں سب کچھ جائز ہے۔

افسوس میثم صاحب! اپنی آنکھ کا شہتر نظر نہیں آتا اور دوسروں کے تنکے تلاش کرتے ہو۔

اعتراض: ...... ان سب کو چھوڑ کر صرف اعلیٰ حضرت پر ہی تبرا کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ جواب کا انتظار رہے گا۔

جواب: ...... لیجئے میثم صاحب! جواب حاضر ہے۔ ہم سنی آپ کے اعلیٰ حضرت کو ہمیں کافر کہنے کی وجہ سے کافر نہیں کہتے، بلکہ آپ کے اعلیٰ حضرت کے مشرکانہ عقائد اور گستاخیوں کی بناء پر ان کے اپنے فتووں اور قواعد وضوابط کی روشنی میں کافر اور گستاخ کہتے ہیں اور اس علت کی بناء پر صرف اعلیٰ حضرت کو ہی گستاخ نہیں سمجھتے، بلکہ بعض دیگر بریلوی علماء کو بھی اعلیٰ حضرت کے قائم کردہ اصول وضوابط کی روشنی میں ایسا ہی گستاخ اور مشرک سمجھتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت پر تبرا کون کر رہا ہے؟ ہم تو حقیقت بتا رہے ہیں کہ آپ کے اعلیٰ حضرت نے اللہ کی توہین کی، اللہ کے ساتھ درجنوں شریک بنا ڈالے، اللہ کو چھوڑ کر دوسروں سے مانگنے کی راہ پر ڈالا، یہ کارنامے کوئی ادنیٰ حضرت تو کر نہیں کرسکتا تھا۔ اعلیٰ حضرت ہی تھے جو شرک کو توحید کا لیبل لگا کر اُمت کو گمراہ کر گئے۔

(جاری ہے)

نوٹ: میثم صاحب کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ آنجناب کے تمام اعتراضات بشمول ضیاء الرحمٰن فاروقی والے اعتراض کے، سب کا جواب اس تحریر میں دیا جائے گا ان شاء اللہ۔ صفحات کی کمی کی وجہ سے ہم اس کو قسط وار شائع کرنے پر مجبور ہیں۔ ...... (محمد حماد)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مسلک اعلیٰ حضرت پر ایک نظر!

حنیف قریشی کے اشکالات کا جواب

تحریر: مولانا ابوایوب قادری

برادرانِ اہل السنّت والجماعت! ہم نے ایک مضمون لکھا تھا، ''شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک'' اور اس میں دلائل سے ثابت کیا تھا کہ شیخ کا مسلک اور ہے اور بریلوی رضاخانی مسلک اور ہے۔ جناب حنیف قریشی صاحب کو اس سے تکلیف ہوئی اور انہوں نے رضاخانی نمک حلالی کا ثبوت دیتے ہوئے شیخ کی کچھ مبہم عبارات سے اپنا مسلک کشید کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ بندہ نے قریشی صاحب کے مضمون کا ٹھوس دلائل سے دندان شکن جواب دیا ہے۔ اسے ملاحظہ فرمائیں۔

قریشی صاحب لکھتے ہیں: دیوبندی ہوں یا اہل سنت سبھی ان کی عزت کرتے ہیں اور آگے حضرت تھانویؒ کا ایک ملفوظ نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ''شیخ ان میں ہیں جن کو دربار نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حضوری میسر تھی''۔ (ملخصاً کلمہ حق ص:۱۵)

قریشی صاحب اور دیگر بریلوی حضرات آج تک یہی اپنے ماننے والوں کو بتاتے رہے کہ اہل السنّت والجماعت علماء دیوبند اولیاء کو نہیں مانتے۔ لیکن آج قریشی صاحب مان ہی گئے کہ دیوبندی حضرات شیخ کی بڑی عزت کرتے ہیں اور ان کو ان لوگوں میں شمار کرتے ہیں جن کو حضوری میسر تھی۔ قریشی صاحب اس کا مطلب یہی ہے کہ آج تک

بہتان علماء دیوبند اہلسنت والجماعت پر لگاتے رہے۔ آیئے میں آپ کو دکھاتا ہوں کہ رضا خانیوں کے نزدیک شیخ کی حیثیت کیا ہے:

۱۔ خان صاحب بریلوی حضرت شیخ پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ومن العجب ماوقع فی الاشعة (باب الاذان والقامہ فتاویٰ رضویہ ج:۲/ص:۴۱۸)
یعنی تعجب ہے اس بات سے جو اشعۃ میں لکھی ہوئی ہے۔

خان صاحب شیخ کی اس بات کو جس کو وہ تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں، غلط سمجھتے ہیں۔

۲۔ ڈاکٹر مفتی شجاعت علی قادری اعلیٰ حضرت کے متعلق لکھتے ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے علمی ذخائر میں یہ تلاش کرنا کچھ مشکل نہیں کہ آپ نے کس سے اختلاف کیا ہے بلکہ اصل دِقت طلب کام یہ ہے کہ وہ کونسا فقہ ہے جس سے مولانا نے بالکل اختلاف نہ کیا ہو۔ اگر ایسا کوئی شخص نکل آیا تو ایک بڑی تحقیق ہوگی۔ (شرح مسلم ج:۷/ص:۲۵)

گویا شیخ سے بالضرور خان صاحب نے اختلاف کیا ہے جیسا کہ آپ ملاحظہ بھی فرما چکے ہیں۔

۳۔ ایک جگہ خان صاحب بریلوی لکھتے ہیں: مدارج النبوۃ نہ کوئی فقہ کی کتاب ہے نہ اس میں یہ حکایت بغرض استاد شیخ کو اس پر تعویل و اعتماد...... الخ (فتاویٰ رضویہ ج:۴/ ص:۶۷ کتاب الجنائز)

لو جی قریشی صاحب خان صاحب کے اس قول سے کئی باتیں مترشح ہوتی ہیں اور وہ ہم اس لئے لکھ رہے ہیں وہ خان صاحب نے لکھا ہے صحابہ ﷡ و من بعدھم کے قول میں مفہوم مخالف معتبر ہے۔ (فہارس فتاویٰ رضویہ ص:۱۰۵)

۱۔ مدراج النبوۃ سے مسائل نہیں لئے جائیں گے بلکہ فقہ حنفی کی مستند کتب سے مسائل لئے جائیں گے۔

۲۔ شیخ نے مدراج میں بہت سے اقوال ایسے لکھے ہیں جو بغرض دلیل

پکڑنے اور دلیل بنانے کے بغیر لائے، تو قریشی صاحب آپ نے اپنے رضا خان کی مان کر اپنے دلائل مدراج سے نہ دیجئے کہ شیخ نے اس کو دلیل ہی نہ بنایا ہو تو پھر؟

۳۔ شیخ کی کتاب مدارج میں ایسی عبارات بھی ہیں جس پر شیخ کو خود اعتماد نہیں۔

۴۔ علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں:
"شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ، علامہ غلام رسول رضوی اور بعض دیگر علماء اہلسنت نے ان مواقع پر جو ذنب کا ترجمہ گناہ کیا ہے اس سے ہم کو اختلاف ہے۔" (شرح مسلم ج:۷/ص:۳۴۲)

۵۔ علامہ سعیدی صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں:
"یہ غیر مستند روایت ہے ان کی سند مذکور نہیں۔ شیخ دہلوی نے ان کو معارج النبوۃ سے نقل کیا ہے۔ اور اس میں رطب و یابس موجود ہے۔ یہ حوالہ ہم پر حجت نہیں۔ (شرح مسلم ج:۱/ص ۵۱۸)

۶۔ ایک جگہ لکھتے ہیں: "ایک مناظر عالم شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے محض اپنی رائے سے یہ لکھا ہے کہ قبضہ واجب ہے۔ کچھ آگے لکھتے ہیں: شیخ نے قبضہ واجب لکھا ہے، لیکن وجوب پر کوئی دلیل ذکر نہیں کی۔ کچھ آگے لکھتے ہیں: ہمارے نزدیک عبارات فقہاء میں شیخ رحمہ اللہ کی یہ تاویل صحیح نہیں۔ پھر آگے لکھتے ہیں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اپنی تمام تر علمی خدمات اور عظمتوں کے باوجود بشر اور انسان تھے۔ نبی اور رسول نہ تھے۔ ان کی رائے میں خطا ہو سکتی ہے۔ نیز ان کو ایک محدث کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا ہے۔ ان کو فقیہ نہیں مانا گیا نہ ان کی کسی کتاب کو کتب فتاویٰ میں شمار کیا گیا ہے۔ (شرح مسلم

ج:۱/ص:۹۳۰،۹۳۱)

۷۔ شیخ دہلوی نے مدارج میں ایک قاضی کی حکایت نقل کی ہے خان صاحب بریلوی اس پر برستے ہوئے کہتے ہیں: تمام نصوص صریحہ کتب معتمدہ واجماع جمیع ائمہ مذہب کے مقابل گیارہویں صدی کے ایک فاضل قاضی کی حکایت پیش کرتے ہوئے شرم چاہئے تھی۔
(فتاویٰ رضویہ قدیم ج:۶/ص:۷۵)

پھر آگے لکھتے ہیں: ایسی بے معنی استناد کیسی جہالت شدیدہ ہے۔
(ایضاً/ص:۷۶)

۸۔ حضرت شیخ تکمیل الایمان میں لکھتے ہیں: مکر خدا است...... الخ (تکمیل الایمان فارسی ص ۱۸۸) یعنی خدا کا مکر یہ ہے کہ...... الخ

جب کہ بریلوی ملاں فیض احمد اویسی لکھتا ہے مکر کی نسبت اللہ تعالیٰ کے لئے کرنے والوں کے لئے لکھتا ہے کہ وہ ملحد و بے دین ہیں۔
(سیدنا اعلیٰ حضرت ص ۲۰...... ملخصاً)

مولوی محبوب علی خان قادری برکاتی نے مکر کی نسبت اللہ تعالیٰ کی نسبت کرنے کو گندی گالی اور کفر کہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں (نجوم شہابیہ ص:۸،۹)

اور اس نجوم شہابیہ پر ۵۴ علماء کی تصدیقات وتائیدات ہیں۔

۹۔ شیخ دہلویؒ نے مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث کے ترجمے میں یہ لکھا ہے: آمرزیدہ شدہ است برائے تو ہمہ گناہان تو آنچہ پیش رفتہ بود وآنچہ پس آوردہ۔ (اشعۃ اللمعات ج:۱/ص:۵۵۴ باب التحریض علی الکلام)

یعنی آپ کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کردیئے گئے ہیں۔ شیخ نے گناہ کی نسبت

نبی پاک ﷺ کی طرف کی ہے جب کہ بریلوی حضرات نے لکھا ہے:

۱۔ مولوی محمد صدیق صاحب لکھتے ہیں: ان بدبختوں نے یہ تأثر دینے کی کوشش کی ہے کہ معاذ اللہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے بھی گناہ سرزد ہوتے رہے اور پیچھے بھی گویا حضور پُرنور اوّل تا آخر گنہگار و خطا کار تھے۔ (باطل اپنے آیئنے میں ص: ۵)

۲۔ ایسے ترجمے کے متعلق مولوی محبوب علی خان قادری برکاتی لکھتے ہیں:

''دین و دینات کے دشمنوں، حکومت الٰہیہ کے غداروں، سلطنت مصطفویہ کے باغیوں نے گناہ، خطا، قصور لکھ مارا۔ (نجوم شھابیہ ص: ٦٧)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

جب حضور اکرم ﷺ کو درویش کہنے والا کافر ہے تو جو حضور انور ﷺ کو گناہ گار، خطا کار، قصوروار جان بوجھ کر قصداً لکھے وہ کافر نہ ہوگا......؟ (نجوم شھابیہ ص: ٦٨)

قریشی صاحب ہم ایسے دفتر تیار کر سکتے ہیں کہ آپ نے شیخؒ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ ان کی ماننا تو کُجا، ان کی عزت واحترام تک ملحوظ خاطر نہ رکھا۔

قریشی صاحب نے مسئلہ حاضر و ناظر کو پہلے لیا ہے اور اس میں شیخؒ سے متعلقہ چند عبارتیں پیش کی ہیں۔ اول یہ ہے جس کا خلاصہ ہے آپ ﷺ اُمت کے اعمال پر مطلع اور حاضر و ناظر ہیں اور تقریباً یہی عبارت کا بھی مقصود ہے تو قریشی صاحب اعمال کا پیش ہونا سرکار طیبہ ﷺ کی خدمت میں مسلم ہے اور جب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اعمال پیش ہوتے ہیں تو وہ ان اعمال نامہ کو ملاحظہ فرماتے ہوئے اور ان پر حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔ جناب یہ ہے معنی ان عبارات کا جیسا کہ سیاق وسباق سے بھی یہی معنی ثابت ہو رہا ہے۔

باقی ہر جگہ ہر وقت حاضر و ناظر ماننا اس سے ثابت نہیں ہوتا کیونکہ شیخؒ لکھتے ہیں:

جس کا ترجمہ آپ کے عالم مولوی جناب منشا تابش قصوری نے کیا ہے:

۱۔ اس وقت آپ مدینہ شریف میں موجود نہ تھے، (مدارج النبوۃ مترجم ج:۲/

ص: ۱۵۸) دوسری جگہ شیخ لکھتے ہیں: جس کا ترجمہ آپ کے ہم مولوی محمد صادق نقشبندی نے کیا ہے: ''آنحضرت ﷺ حضرت رُقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فوت ہونے کے وقت حاضر نہیں تھے۔ (تاریخ مدینہ ترجمہ جذب القلوب ص ۱۷۵ ......نوری) جناب قریشی صاحب جب شیخ الحدیث دہلویؒ حضور ﷺ کو حاضر نہیں مانتے بلکہ آپ فضولی لگتے ہیں جو شیخ کے مسلک کو غلط ثابت کرنے کے درپے ہیں۔

جناب جو معنی ہم نے آپ کی عبارت کا پیش کیا ہے یہ ہمارے اکابر نے بھی لکھا ہے، لیکن جناب نے نہ ہی اس کا کوئی جواب دیا نہ ہی اس کو اختیار کیا۔ بلکہ شیر مادر سمجھ کر اُڑا لیا۔ ایسی رضاخانیت کا کوئی توڑ ہے کم از کم نام کی لاج تو رکھ لیجئے۔

جناب نے ایک عبارت متعلقہ حقیت محمد یہ پیش کی ہے جس سے یہ ثابت کیا ہے کہ آپ ﷺ ہر جگہ موجود ہیں۔ جناب قریشی صاحب، الفضل ماشہدت بہ الاعداء کے تحت آپ کے گھر کے ذمہ دار شخص لکھتے ہیں: پیر نصیر الدین نصیر لکھتے ہیں: ''بعض کم علم حقیقت محمد یہ سے مراد رسالتمآب ﷺ کی معروف ذات لیتے ہیں جو غلط محض ہے۔'' (راہ و رسم منزل ہا......ص: ۶۳)

جب حقیقت میں محمد یہ سے مراد آپ کی شخصیت ہے ہی نہیں اور یہ ایک صوفیاء کی اصطلاح ہے، تو پھر اس سے عقیدۂ حاضر و ناظر ثابت کرنا کیسے درست ہوا۔

قریشی صاحب نے ایک عبارت یہ پیش کی ہے کہ آپ جہاں چاہیں تشریف لے جا سکتے ہیں۔ جناب اس سے عقیدۂ حاضر و ناظر کی نفی ہو رہی ہے نہ کہ اثبات اس لئے کہ جو ہر جگہ ہو اسے آنے اور جانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ آنا جانا ہی دلیل ہے ہر جگہ موجود نہ ہونے پر تو شیخ کی یہ عبارت تو ہمارے لئے مفید ہے نہ کہ تمہارے لئے۔

قریشی صاحب آیئے میں آپ کو تماشا دکھاتا ہوں۔ آپ کے مفتی احمد یار نعیمی صاحب لکھتے ہیں بزازیہ میں جس حاضر و ناظر ماننے کو کفر فرمایا جا رہا ہے، وہ حاضر و ناظر ہونا ہے جو صفت الٰہیہ ہے۔ (جاء الحق ص: ۱۶۷) یعنی جو نبی پاک ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرح

حاضروناظر مانے وہ کافر ہے۔ جب کہ خود آپ کے مفتی صاحب لکھتے ہیں نمازی جس طرح اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانے اسی طرح محبوب ﷺ کو۔ (تفسیر نعیمی ج:۱/ص:۵۸ اسلامیہ) لو جی! اس عقیدہ پر خاص تحفہ قریشی صاحب قبول فرمائیں۔ اگر آپ ان کو کافر نہیں کہیں گے تو خود کافر ہو جائیں گے اور اگر تاویل کریں گے تو تاویل صریح الفاظ میں آپ کے اصول کے تحت قبول نہیں ہوگی۔ براہِ مہربانی اس عقدہ کو حل کریں۔

اب فتاویٰ علماء دیوبند یہ بالکل درست ہیں یا نہ......؟

مسئلہ بدعت اور حضرت شیخ:

قریشی صاحب نے یہاں ایک دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ شیخ تو بدعت کی کئی اقسام مانتے ہیں جب کہ آپ ہر بدعت کو حرام کہتے ہو۔ قریشی صاحب ہمارے امام و محقق العصر حضرت الشیخ اپنی کتاب راہِ سنت میں لکھتے ہیں: بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ لغوی بدعت اور شرعی بدعت۔ لغوی بدعت ہر اس نو ایجاد کا نام ہے جو آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد پیدا ہوئی ہو۔ عام طور پر اس سے مراد وہ عبادت یا عادت ہو، اور اس کی پانچ قسمیں ہیں واجب مندوب، حرام، مکروہ، مباح اور شرعی بدعت وہ ہے جو قرون ثلاثہ کے بعد پیدا ہوئی ہو۔ اور اس پر قولاً فعلاً صراحۃً اشارۃً کسی طرح شارع کی طرف سے اجازت موجود نہ ہو یہی وہ بدعت ہے جس کو بدعت ضلالت اور بدعت قبیحہ اور بدعت سیئہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (راہِ سنت ص:۹۸) نہ بدعت شرعی کی قسمیں شیخ مانتے ہیں اور نہ ہم اور جو قسمیں ہیں وہ بدعت لغوی کی ہیں چاہے وہ خلفائے راشدین کے دور سے ہی مشروع کیوں نہ ہو؟ لغۃً اس پر بھی اطلاق ہوگا۔ درحقیقت وہ سنت ہوگا۔ تو یہ اقسام بدعت لغوی کی ہیں نہ شرعی کی۔ قریشی صاحب پردہ تو چاک ہوا مگر آپ کا، کیونکہ شیخ نے لکھ دیا کہ سنت پر مضبوطی سے قائم رہنا بدعت حسنہ پر چلنے سے کہیں بہتر ہے۔ تو اس بات نے آپ کی جھوٹی محبت سے نقاب اُتار نہیں دیا کہ آپ سنت کو چھوڑ کر بدعت حسنہ پر عمل کرتے ہو۔ شیخ تو اس سے روک رہے ہیں، جب کہ آپ اُلٹا شیخ ہی کے مسلک کے خلاف چل پڑے۔

مسئلہ استمداد اور حضرت شیخؒ:

قریشی صاحب نے بڑے زور وشور سے اپنا مدعا بیان کیا ہے کہ اولیاء کرام سے مدد مانگنا جائز ہے اور اس پر حضرت شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کی مبہم عبارات پیش کی ہیں۔ قریشی صاحب ہم آپ کے گھر کے ذمہ دار افراد سے ثابت کر دیتے ہیں کہ شیخ اولیاء کرام سے استمداد واستعانت کا مطلب توسل اور استشفاع لیتے ہیں۔ آیئے ملاحظہ فرمائیں:

علامہ سعیدی صاحب حضرت شیخ کی عبارت نقل کر کے ترجمہ لکھتے ہیں: حضرت شیخ فرماتے ہیں کاش میری عقل ان لوگوں کے پاس ہوتی جو لوگ اولیاء اللہ سے استمداد اور اس کی امداد کا انکار کرتے ہیں۔ یہ اس کا کیا مطلب سمجھتے ہیں؟ جو کچھ ہم سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ دعا کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجت کو طلب کرتا ہے اور اس اللہ کے ولی کا وسیلہ پیش کرتا ہے کہ اے اللہ تو نے اپنے اس بندہ مکرم پر جو رحمت فرمائی ہے اور اس پر جو لطف وکرم کیا ہے اس کے وسیلہ سے میری اس حاجت کو پورا فرما کہ تو دینے والا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہ اس اللہ کے ولی کو ندا کرتا ہے (اس سے عرض کرتا ہے) اور اس کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ اے بندۂ خدا اور اے اللہ کے ولی میری شفاعت کریں اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ وہ میرا سوال اور مطلوب مجھے عطا کرے اور میری حاجت برلائے۔ سو مطلوب کو دینے والا اور حاجت کو پورا کرنے والا صرف اللہ ہے اور یہ بندہ درمیان میں صرف وسیلہ ہے۔......الخ۔ (اشعہ ج:۳/ص:۴۰۱ شرح مسلم ج:۷/ص:۷۴۷، ۷۵)

کیوں جی قریشی صاحب! عقل ٹھکانے آئی شیخ نے تو صرف توسل اور استشفاع کے قائل ہیں کہ بزرگوں کے وسیلہ سے دعا کرنا یا ان سے چاہے وہ زندہ ہوں یا انتقال فرما گئے ہوں جا کر عرض کرنا کہ میرے لئے دعا کریں صرف اسی کی قائل ہیں۔ اور انہوں نے صاف لکھا ہے کہ ہم استمداد کا مطلب یہی سمجھتے ہیں۔ اب جو شیخ پر الزام لگائے وہ عنداللہ مقہور ومعذب ہوگا۔

باقی اگر علماء دیوبند کے فتویٰ سے تکلیف ہوئی ہے تو اپنے بزرگان کو بھی دیکھ لیں۔

۱۔ پیر مہر علی شاہ صاحب لکھتے ہیں اگر کوئی شخص قبروں کا طواف یا سجدہ کرے یا اس قسم کی دعا مانگے کے اے صاحب مزار میرا فلاں کام سرانجام دو تو بتوں کے پجاریوں کے ساتھ مشابہت پیدا ہو جائے گی جو نا جائز ہے۔ (اعلاء کلمۃ اللہ ص:۶۷)

۲۔ خواجہ غلام فرید فرماتے ہیں بے شک غیرِ خدا سے امداد مانگنا شرک ہے۔ توحید یہ ہے کہ خاص حق تعالیٰ سے مدد طلب کرے۔ (مقابیس المجالس: ۷۹۹)

قریشی صاحب ہوش آیا یا ویسے ابھی تک نشے میں ہو؟

آیئے بزرگان ملت کے بھی اقوال سن لیجئے جن کے نام پر ٹکڑے کھا رہے ہو۔

۱۔ سید احمد کبیر رفاعی فرماتے ہیں: جب تم اولیاء کرام سے تعاون چاہو تو اولیاء کرام سے مدد نہ مانگو اور نہ ہی ان سے فریاد کرو، اس لئے کہ یہ شرک ہے۔ البتہ ان کی محبت کے طفیل اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو (البرھان المؤید ص:۱۴۴ مکتبہ اسلامیات اندرون دہلی دروازہ، لاہور)

۲۔ حضرت پیران پیرؒ لکھتے ہیں: یاطالب الارشاد من غیرہ ماانت عاقل (المجلس نمبر ۱۱ الفتح الربانی) یعنی اے غیر خدا سے مانگنے والے تو بے وقوف ہے۔

قریشی صاحب اب تو اولیاء کرام اور آپ کے بزرگوں نے آپ کو مشرک کہہ دیا، علماء اہلسنت والجماعت دیوبند پر کیوں ناراض ہوتے ہو؟

مسئلہ معجزات وکرامات:

قریشی صاحب نے شیخ کی عبارت سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے معجزات و کرامات انبیاء اولیاء کے اختیار سے بھی صادر ہوتے ہیں۔ گذارش ہے کہ یہ تو قریشی صاحب مان چکے ہیں کہ بے اختیاری سے بھی صادر ہوتے ہیں کیونکہ ''بھی'' کا لفظ اس پر دال ہے۔

باقی ہمارے ہاں معجزات وکرامات چونکہ فعل اللہ ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کے کسی فعل پر کسی کو قدرت واختیار نہیں ہوتا، بلکہ جب اللہ تعالیٰ اپنا فعل صادر کرنا چاہے، کر دیتا ہے۔ اس میں نبی وولی کو اختیار نہیں ہوتا۔ شیخ لکھتے ہیں:

۱۔ معجزہ نبی کا فعل نہیں ہوتا بلکہ خدا تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے جس کو نبی کے ہاتھ پر وہ ظاہر کرتا ہے بخلاف دیگر افعال کے کہ ان میں کسب بندہ کی طرف سے ہوتا ہے مگر معجزہ میں کسب بھی بندہ کی طرف سے نہیں ہوتا۔ (مدارج النبوۃ ج:۲/ص:۱۱۶)

شیخ تو صاف لکھ رہے ہیں کہ کسب یعنی اختیار بندہ کی طرف سے نہیں ہوتا۔

۲۔ حضرت شیخ ترجمہ فتوح الغیب میں لکھتے ہیں:

پس ظاہری طور پر وہ فعل اور تصرف تجھ سے صادر ہوگا مگر باطن اور نفس الامر میں وہ پروردگار کا فعل ہوگا کیونکہ معجزہ اور کرامت اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے جو بندہ کے ہاتھ پر اس کی تصدیق اور تکریم کے طور پر ظاہر کیا جاتا ہے۔ معجزہ و کرامت بندہ کا فعل نہیں ہوتا جو اس کے قصد و اختیار سے صادر ہو جیسا کہ اس کے دوسرے اختیاری فعل ہوتے ہیں۔ (فتوح الغیب ص:۲۷ مقالہ نمبر ۲۶)

۳۔ حضرت شیخ لکھتے ہیں:

"چنانچہ معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے نہ کہ رسول کا کیونکہ قانون قدرت کو توڑنا انسان کے اختیار سے باہر ہے۔ (تکمیل الایمان مترجم صاحبزادہ اقبال احمد فاروقی مع حواشی اعلیٰ حضرت ص:۱۱۱)

قریشی صاحب آپ کے ممدوح نے بھی ترجمہ کیا ہے اور کہا کہ قانون قدرت کو توڑنا انسانی اختیار کی بات نہیں اس لئے یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ اب بتائیے کہ یہ کس طرح نبی و ولی کے اختیار سے ہو سکتا ہے؟ باقی آپ کی پیش کردہ عبارت کا صاف مطلب یہی ہے کہ کبھی نبی و ولی کو معجزہ و کرامت کے صادر ہونے کی خواہش ہوتی ہے اور طبیعت اس کے صادر ہونے کو اختیار یعنی پسند کرتی ہے تو ہو جاتا ہے اور کبھی بالکل تقاضا بھی نہیں ہوا نہ ہی طبیعت اس کے صادر ہونے کی مقتضی ہوتی ہے تو صادر ہو جاتا ہے۔

قریشی صاحب عقل صاف ہوئی..... اذا کان الغراب دلیل قوم سیھدیھم الی طریق ھالك

جب آپ جیسے رضا خانیوں کے مقتداء ہوں تو وہ دن بدن پستی میں نہ جائیں تو کدھر جائیں۔

دور سے یارسول اللہ کی نداء:

قریشی صاحب کی اس بات سے صاف ثابت ہوتا ہے، آپ ہر جگہ موجود ہونا نہیں جانتے ہیں، ورنہ دور نزدیک کا کیا معنی باقی اکابر اہلسنت والجماعت علماء دیوبند کا نظریہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص عشق ومحبت میں سرشار ہوکر کہے یا اس کا یہ گمان ہو کہ فرشتے اس کو آپ ﷺ تک پہنچادیں گے تو یارسول اللہ کہنا درست ہے۔ اگر یہ عقیدہ ہو کہ آپ ﷺ حاضروناظر ہیں، استمداد کے لئے پکارے تو غلط ہے اور جائز نہیں۔

حضرت شیخ کے عشق ومحبت سے لبریز اشعار ہیں جو ان جیسے مقتداء سے بعید ہیں کہ وہ آپ ﷺ کو حاضروناظر سمجھتے ہوں یا استمداد کرتے ہوں۔ ہم نے حاضروناظر اور استمداد پر ان کا اصل مؤقف ہدیۂ قارئین کر دیا ہے۔ باقی بریلوی حضرات کا یارسول اللہ کہنا اور اس پر فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ سید محمد اسماعیل شاہ بخاری المعروف کرمانوالے فرماتے ہیں:

"مولانا جو لوگ محض دکھاوے کے لئے یارسول اللہ کا نعرہ لگاتے ہیں اس کا کچھ فائدہ نہیں۔ (معدن کرم ص:۱۹۰ قدیم)

۲۔ پروفیسر مسعود جو بریلویت کے اکابرین میں ہیں انہوں نے اپنے جد امجد کا فتویٰ نقل کیا ہے یارسول ہمراہی درود شریف یا بوقت کسی موقع کے اوپر مزار شریف وغیرہ کے درست ہے اور ہر وقت مثل نشست و برخاست کے کہنا ناجائز ہے۔ (تذکرہ مظہر مسعود ص:۱۳۱)

قرآن مقدس نے ان لوگوں کو بے وقوف کہا ہے جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ ﷺ کے گھر کے باہر سے یا محمد کہتے ہیں تو جو اس سے کہیں دور پاکستان وغیرہ سے یارسول اللہ کہیں اور عقیدہ یہ ہو کہ آپ ﷺ سن رہے ہیں اور ہمارا معاملہ حل فرمائیں گے و

ان سے بڑے بے وقوف ہیں۔

مسئلہ نور و بشر:

قریشی صاحب نے ایسی عبارات پیش کی ہیں جن سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں اور بشریت لباس ہے۔

جناب آپ پہلے اپنے گھر کی خبر لیں:

۱۔ اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اور ابوبکر و عمر ایک مٹی سے بنے، اسی میں دفن ہوں گے۔ (فتاویٰ افریقہ ص:۹۰)

ہمارا قریشی صاحب سے سوال ہے کہ ایک ہی مٹی سے جو تین شخص ہیں کیا وہ سب لباس بشر میں ہیں، یا حقیقۃً بشر ہیں۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لباس بشر میں اور باقی دو بشر ہیں تو یہ فرق کیوں، حالانکہ ایک ہی مٹی سے بنے؟

۲۔ سعیدی صاحب لکھتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت نور کی ہے اور صورت بشر ہے یا آپ لباس بشر میں جلوہ گر ہوئے اور حقیقت اس سے ماوراء ہے۔ سو دلائل شرعیہ کی روشنی میں اس قول کا برحق ہونا ہم پر واضح نہ ہوسکا۔ (تبیان القرآن ج:۳/ ص:۱۳۹)

یعنی آپ نور تھے اور لباس بشری میں جلوہ گر ہوئے یہ قول برحق نہیں۔

کیوں جناب جو قول برحق ہے ہی نہیں اس کو شیخ عبدالحق رحمہ اللہ کے ذمہ لگاتے شرم نہیں آئی۔ کیا بزرگ اسی لئے رہ گئے ہیں کہ ان کو بدنام کیا جائے، ان کے ذمے ایسے عقائد لگائے جائیں جو غلط ہوں اور حق بات کو ان کی طرف منسوب نہ کیا جائے بلکہ غلط غلط عقائد ان کی طرف منسوب کئے جائیں۔ کیا اس کو عشق و محبت اولیاء کہو گے؟

شرم تم کو مگر آتی نہیں

قریشی صاحب ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور بھی ہیں بشر بھی۔ بشر ہونا آپ کی ذات ہے اور نور ہونا وصف۔ نور ہونے کے ہم منکر قطعاً نہیں۔ باقی نور کا ذات مان

کر بشریت کو لباس ماننا، یہ درست نہیں۔ اس لئے کہ اگر چہ لباس بشریت تم نے مان لیا لیکن بشریت کا انکار کر دیا۔ اس لئے کہ نور اگر چہ لباس بشری میں آئے لیکن اس کو بشر نہیں کہہ سکتے بلکہ نور ہی ہوتا ہے۔ تو تم اس سے لاکھ دفعہ بھی بشریت کا اقرار کرو لیکن انکار ہی ثابت ہوگا۔ بہتر یہی ہے کہ بشریت کو آپ کی ذات مبارکہ اور نور کو آپ کی صفت مبارکہ مانا جائے۔ باقی ان کی بشریت ہمارے جیسے ہی نہیں وہ اعلیٰ قسم کی ہے۔ چہ نسبت خاک را بعالم پاک

باقی رہا شیخ کا مسلک تو خان صاحب مدارج النبوۃ کو فقہ کی کتاب نہیں مانتے۔ مسائل فقہ کی کتب سے لئے جائیں اور عقائد کے مسئلے عقائد کی کتب سے لیں گے ان کی کتاب جو عقائد پر بڑی ہی عمدہ ہے تکمیل الایمان، اس کو ملاحظہ فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے اپنے رسول بھیجے۔ تکمیل الایمان ص: ۱۰۹ دوسری جگہ لکھتے ہیں صحیح یہ ہے کہ نبوت مردوں سے ہی مختص ہے اور قرآن پاک میں یوں ارشاد ہوتا ہے:

ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھیجے ہیں وہ مرد ہی تھے۔ (تکمیل الایمان ص: ۱۱۵)

معلوم ہوا کہ شیخ آپ علیہ السلام کو انسان مانتے تھے۔

بریلوی کی پیش کش کہ نور مان کر لباس بشر میں آنا مانا جائے اسے انسان نہیں کہا جاتا بلکہ نور ہی کہا جاتا ہے اگر آپ اسی صورت کے قائل ہیں تو پھر انسان ہونے کے منکر ہیں۔

باقی ان کی عبارت کا مطلب صاف ہے کہ آپ علیہ السلام کے حسن و جمال کے انوار کا یہ عالم تھا کہ سر مبارک سے پاؤں مبارک تک اس سے معمور تھے اگر آپ بشر نہ ہوتے تو یہ حسن و جمال کے انوارات کو دیکھنا اور برداشت کرنا انسانوں کے بس کی بات نہیں تھی۔ یہی حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت

تو اس کے ہم بھی قائل ہیں۔ اور ان کی بات کی ایسی توجیہہ کرنا جس کو تم قرآن و سنت کی روشنی میں برحق نہیں سمجھتے وہ بالکل جائز ہی نہیں جو توجیہ تم نے اس عبارت کی وہ

سعیدی صاحب جو تمہارے جید عالم ہیں اور ان کی کتاب تبیان کے چھپنے پر نورانی صاحب کی موجودگی میں ایک اجلاس بلا کر علماء کو بلایا گیا اور ان کی خدمات کو سراہا گیا، وہ سعیدی صاحب لکھتے ہیں جسے آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ یہ قول برحق نہیں تو بزرگوں کی باتوں کی غلط اور بے جا تاویل بھی درست نہیں۔ باقی رہا مسئلہ سایہ کا...... بعض لوگ سایہ نہ مان کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ آپ بشر نہ تھے۔ لیکن ہماری گذارش ہے کہ یہ بات انتہائی غلط ہے۔ شیخ بشریت کے قائل ہیں جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب اشعہ میں احادیث کے ترجمہ میں لکھا ہے اور مدارج میں شیخ لکھتے ہیں "(آپ ﷺ کا) وجود عنصری ارضی ہے" (یعنی مٹی سے تخلیق ہوا) مدارج مترجم ج:۱/ص ۱۴۰۔

اور شیخ جذب القلوب میں لکھتے ہیں: ہر آدمی کی پیدائش مٹی سے ہوئی ہے۔ جہاں وہ دفن ہوتا ہے تو ضرور پیدائش ﷺ مدینہ کی مٹی سے ہوئی۔ (تاریخ مدینہ ص:۲۳) اور شیخ اشعہ میں لکھتے من بشرم (ج:۱/ص ۳۹۲) یعنی میں بشر ہوں تو بشریت کی نفی شیخ سے کہیں بھی ثابت نہیں۔ انہیں بشریت کا منکر کہنا علمی دیانت کا خون کرنے کے مترادف ہے۔

سائے کے متعلق شیخ سے دو باتیں منقول ہیں: (۱) حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا، کہ مبادا کسی ناپاک جگہ پر پڑے۔ (مدراج ج:۲/ص:۱۶۱ فارسی) اس سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ شیخ بشریت کے منکر نہیں ہیں وہ سائے کے نہ ہونے کی وجہ یہ ارشاد فرما رہے ہیں۔ ایک بات قریشی صاحب بغور ملاحظہ فرمائیں کہ سایہ تو نور کا بھی ہوتا ہے چہ جائیکہ بشر کا نہ ہو۔ جیسا کہ بخاری شریف کتاب الجنائز میں ہے ما زالت الملائکہ تظلہ باجنحتها حتی رفعتموہ یعنی سیدنا عبداللہؓ پر فرشتوں نے اپنے پروں سے اس وقت تک سایہ کئے رکھا جب تک ان کو معرکہ جنگ سے اُٹھا نہ لیا گیا۔

دوسری عبارت وہ ہے جو قریشی صاحب نے لکھی ہے کہ آپ ﷺ کا سایہ نور ہونے کی وجہ سے نہ تھا...... الخ۔ تو اس کے متعلق عرض ہے کہ شیخ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ جل

وعلیٰ نے نبی کریم ﷺ کے اسماء گرامی میں آپ ﷺ کا نام نور اور سراج منیر اس لیئے رکھا ہے کہ آپ ﷺ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کے قرب ووصال کا راستہ روشن اور منور ہوا ہے۔ اور آپ ﷺ کے جمال وکمال کے طفیل بصر وبصیرت کو نور وروشنی نصیب ہوتی ہے۔
(مدارج مترجم مولوی تابش قصوری بریلوی ج:۱/ص:۱۶۰)

یعنی آپ کو نور کہنے کی وجہیں ہیں (۱) نور ہدایت ہیں (۲) آپ کے حسن وکمال کی وجہ سے اور آپ ﷺ کی خوبصورتی کی وجہ سے آپ کو نور کہا گیا۔اس سے بشریت کی نفی ہرگز نہیں ہوتی۔ کیونکہ شیخ تو آپ ﷺ کے وجود مسعود کے لئے مادہ خلقت مٹی تسلیم کیا ہے جب کہ تم مادہ خلقت نور لکھتے ہو جیسا کہ سعیدی نے (شرح مسلم ج:۵/ص:۱۰۶) پر لکھا ہے۔ دوسری بات تو لباس بشریت کے قائل ہو اور لباس بشریت کے قائل ہونے سے پہلے بشریت کی نفی کرنی پڑے گی۔ کیونکہ بشر لباس بشر میں نہیں آتا، جن یا نور لباس بشر میں آتے ہیں، اور اگر آپ بھی لباس بشر میں ہیں تو آپ ﷺ بھی نور ہی ہوئے نہ کہ بشر تو لباس بشریت ماننے کی صورت میں بشر ہونے کا انکار ہے چاہے لاکھ دفعہ حنیف قریشی اور اس کی ذُرّیت کہے ہم بشر مانتے ہیں لیکن انکار ہی سمجھا جائے گا۔

القصہ ہم سب اور تم اور شیخ دہلوی رحمہ اللہ سب ہی مانتے ہیں کہ آپ ﷺ نور ہیں، لیکن اگلی تشریح میں تم ایک طرف ہو جاتے ہو کہ نور ہونا ذات کے اعتبار سے ہے اور ہم اور شیخ رحمہ اللہ ایک طرف کے نور ہونے کی وجہ دو ہیں: (۱) نور ہدایت ہونا، (۲) حسن و جمال میں بے مثال ہونا۔ القصہ تم سایہ کا اس وجہ سے انکار کرتے ہو کہ آپ ﷺ عین نور تھے جب کہ شیخ کے نزدیک آپ ﷺ کے سایہ کا انکار کرنا اس وجہ سے ہے کہ آپ ﷺ نور ہدایت ہیں یا حسن وجمال میں بے مثال ہونے کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ آپ ﷺ کا سایہ نہ تھا کہ سایہ گندی جگہ پر پڑے۔

آپ کا شیخ سے اختلاف ہے، یہاں بھی اور محض دھوکہ دہی کے لئے آپ لوگ شیخ رحمہ اللہ سے اپنے آپ کو نسبت دیتے ہو۔ اور ہمارے نزدیک شیخ رحمہ اللہ کی بات غلط نہیں جب کہ آپ کے نزدیک تو ایسا عقیدہ نور ہدایت مانا جائے یہ نبی پاک ﷺ اپنے جیسا بشر کہنے والی بات ہے تو جو اعتراض آپ کو علماء دیوبند پر ہے وہی شیخ پر۔

کونڈوں کی حقیقت!

محقق العصر مفتی اعظم ہاشمی،
تلمیذ خاص مفتی عبدالشکور ترمذیؒ

کونڈوں کی ابتداء ۱۹۰۶ء میں ریاست رام پور (یوپی) میں امیر مینائی لکھنوی کے خاندان سے ہوئی۔ (بحوالہ جواہر المناقب از منشی حامد حسین قادری) ایک خاص بات اس رسم میں یہ بھی ہے کہ یہ رسم دشمنانِ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی ایجاد ہے، کیونکہ ۲۲ رجب کو حضرت جعفر صادق رحمہ اللہ علیہ کی نہ تاریخ پیدائش اور نہ ہی ان کی تاریخ وفات ہے۔ بلکہ ان کی پیدائش ۸/ رمضان المبارک ۸۰ ہجری یا ۸۳ ہجری میں ہوئی اور وفات ۱۵/ شوال ۱۴۸ ہجری میں ہوئی۔ جب کہ ۲۲/ رجب ۶۰ ہجری کی تاریخ کو کاتبِ وحی امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات طیبہ ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ج:۳، ص:۱۶۲) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس رسم کو محض پردہ پوشی کے لئے حضرت جعفر صادقؒ کی طرف منسوب کیا گیا ہے ورنہ درحقیقت یہ کونڈوں کی رسم (یعنی حلوہ پوری) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی خوشی میں منائی جاتی ہے۔

انتباہ:

جس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی، اس وقت وہاں پر اہل سنت والجماعت کا غلبہ تھا۔ اس لئے یہ اہتمام کیا گیا کہ یہ کونڈوں کی رسم اعلانیہ نہ کی جائے تا کہ راز فاش نہ ہو۔ اور

دشمنانِ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموشی کے ساتھ اندھیرے میں ایک دوسرے کے ہاں جا کے یہ حلوہ پوری کھالیں۔ جب اس کا چرچا ہوا اور راز کھلنے لگا تو اس کو حضرت جعفر صادقؓ کی طرف منسوب کر کے لکڑ ہارے کی غلط روایت گھڑ کے یہ تہمت حضرت جعفر صادقؓ پر لگائی کہ انہوں نے خود اس تاریخ یعنی ۲۲ ر رجب میں اپنی فاتحہ کا حکم دیا ہے، حالانکہ یہ سب من گھڑت باتیں ہیں۔ تاریخ کی کسی کتاب میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ لہٰذا برادرانِ اسلام کو اس غلط رسم سے دور رہنا چاہئے اور اپنے دوسرے بھائیوں کو اس رسم سے بچانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیئے، نہ یہ کہ خود اس رسم کو بجالائیں اور نہ اس میں شرکت کر کے دشمنانِ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشی میں شریک ہو کر گناہِ کبیرہ کے مرتکب ہوں۔ کیونکہ کونڈوں کی رسم کرنے والے اکثر شیعہ رافضی ہوتے ہیں جو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر تبرّا (بے ادبی اور گستاخی) کرتے ہیں۔ جن کے بارے میں مفتیِ اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر تبرا کرتے ہیں، ان کے گھر کا کھانا، کھانا انتہائی بے غیرتی ہے۔ کسی شریف آدمی سے یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی آدمی اس کے باپ دادا کو گالیاں دے اور وہ اس کے گھر کا کھانا کھائے۔ (امداد المفتیین ص:۹۷۲)

اھم نوٹ: ......شیعہ مجتہد محمد حسین لکھنوی ساکن قصبہ ساہیوال ضلع سرگودھا اپنی کتاب "اصلاح شیعہ" ص:۲۳۲ پر لکھتا ہے: "۲۲ رجب کے کونڈوں کی نیاز کی سند اور اس کا حوالہ کسی معتبر کتاب سے ثابت نہیں۔ یہ ایک خود ساختہ مسئلہ ہے نہ کسی امام سے منقول ہے، نہ تاریخ تصدیق کرتی ہے۔"

﴿قسط دوئم﴾

علمِ غیب بریلوی اکابر کے نزدیک

مولانا ابوایوب قادری، جھنگ

ایک اشکال رفع کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اہل بدعت یہ کہہ دیتے ہیں کہ جناب ہم نبی پاک ﷺ کے علم کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے علم کے برابر نہیں سمجھتے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی اور آپ ﷺ کا علم عطائی، اس لئے یہ شرک نہیں ہوسکتا، وغیرہ۔ تو اس کا جواب پیر مہر علی شاہ صاحب نے لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

> لیکن رسول بشر ہو یا رسول فرشتہ ہو، دونوں کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے برابر جاننا اور محض بالذات اور بالواسطہ کا امتیاز (فرق) رکھنا اور یہ عقیدہ رکھنا صواب سے بعید ہے۔ (اعلاء کلمۃ اللہ ص:۱۱۸)

یعنی اللہ تعالیٰ کے علم کو ذاتی اور نبی پاک ﷺ یا کسی فرشتہ یا نبی کے علم کو عطاء ماننا بس اتنا فرق کرنا یہ عقیدہ ٹھیک نہیں ہے۔

ہمارے بریلوی دوست صاف کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام علوم اور ہر چیز کا تفصیلی علم آپ ﷺ کو عطا فرمایا۔ پھر اشکال کرو تو یہی کہہ دیتے ہیں یہ شرک نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی اور آپ ﷺ کا علم عطائی۔ پیر صاحب نے بس تاویل کو رد کر کے صاف کہہ دیا کہ یہ عقیدہ درست نہیں۔

دلائل:

اللہ تعالیٰ نے بہت سی آیات میں آپ ﷺ کے وسعت علم کی خبر دی ہے اور

بہت سی باتوں کا علم دیا ہے لیکن کہیں بھی آپ ﷺ کو عالم الغیب نہیں کہا۔ بلکہ عالم الغیب صرف اپنی ذات کے لئے استعمال فرمایا۔

إِنَّ اللّٰهَ عَالِمُ غَيْبَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ (فاطر)

عالم الغیب فلا یظهره علی غیبه احداً (جن)

عالم الغیب والشهادة وهو الحکیم الخبیر (انعام)

عالم الغیب والشهادة وهو الرحمٰن الرحیم (حشر)

ایسی کئی آیات ہیں جن میں علم غیب کی نسبت اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے طرف ہی کی ہے، اور ایسی آیات بھی ہیں جن میں اپنے سے غیر کے علم غیب کی نفی فرمائی ہے، جیسے قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللّٰہ اور صرف ایک ہستی تھی جس کے بارے میں یہ شک ہوسکتا تھا کہ وہ عالم غیب ہیں ان سے بھی قرآن میں نفی کروادی گئی، جیسے ولو کنت اعلم الغیب لا ستکثرت من الخیر یعنی اگر میں عالم الغیب ہوتا تو بہت سی خیریں جمع کر لیتا اس لئے کیا ہی اچھا ہوگا کہ مخالف فریق قرآن مجید پر ایمان رکھتے ہوئے یہ نسبت اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کی طرف نہ کرے۔

اب ہم نبی پاک ﷺ کی زبان سے بتلا دیتے ہیں، جس میں آپ ﷺ نے اپنی ذات مبارکہ سے کئی چیزوں کی نفی اور لاعلمی فرمائی ہے، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ عالم الغیب نہیں تھے۔ ورنہ اگر کسی کے لئے شک ہوسکتا تھا تو یہی ذات گرامی ہی تھی۔ اب جب انہوں نے خود ہی بعض چیزوں کی لاعلمی فرمادی تو اب کون کوڑھ مغز ہے جو لسان نبوت پر اعتقاد نہ کرے اور آپ ﷺ کے لئے علم غیب کا لفظ استعمال کرے۔

۱۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں: نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ”میں نہیں جانتا کتنا عرصہ تم میں رہوں، سو تم میرے بعد ان دو کی پیروی کرنا۔“ اور آپ ﷺ نے اشارہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف فرمایا (ترمذی ج ۲ ص ۲۰۷)

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ”تم اپنے مناسک حج

سیکھ لو کیونکہ مجھے معلوم نہیں شاید میں اس حج کے بعد اور حج نہ کرسکوں۔" (مسلم شریف ج ۱/ص ۴۱۹)

۳۔ ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: "ہوسکتا ہے کہ میں تمہیں اپنے اس سال کے بعد نہ دیکھ سکوں۔" (مشکوٰۃ ج ۱/ص ۲۳۰)

لیکن رضا خانیوں کو لسان نبوت پر اعتماد نہیں، وہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ تمام دنیا کو مثل ہتھیلی مشاہدہ فرما رہے ہیں۔

۴۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "سب لوگ قیامت کے دن بے ہوش ہوجائیں گے، پھر میں پہلا ہوں جسے افاقہ ہوگا۔ میں دیکھوں گا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عرش کے ایک پائے کو تھامے کھڑے ہیں۔ میں نہ جانوں گا کہ وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے یا ان کی کوہِ طور کی بے ہوشی اس کی جگہ شمار کرلی گئی۔" (مسلم ج:۲/ص:۲۶۷)

۵۔ ایک روایت میں ارشاد گرامی ہے: "میں نہیں جانتا کہ حضرت تبع نبی تھے یا نہ اور میں نہیں جانتا کہ ذوالقرنین نبی تھے یا نہ؟" (مستدرک ج:۱/ص:۲۶)

۶۔ نبی پاک ﷺ نے وفات شریف تک جنازوں میں یہ دعا پڑھی: اللھم اغفر لحینا و میتنا و شاھدنا و غائبنا...... الخ اے اللہ ہمارے زندوں کی ہمارے مردوں کی اور ہمارے موجودین کی اور جو ہم سے غائب ہیں ان کی بخشش فرما۔ معلوم ہوا کہ کچھ نہ کچھ غائب تھا تو یہ دعا فرما رہے ہیں۔

بہرحال لسان نبوت پر اعتماد کر کے یہ تسلیم کرلینا چاہئے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہیں، ان کے علم سے کوئی ذرہ بھی باہر نہیں، باقی سب کا علم اس قدر نہیں کہ اس سے کچھ نہ کچھ پوشیدہ نہ ہو یا اس کے علم سے کچھ باہر نہ ہو۔

اب آیئے ہم فقہا کرام کے فیصلہ جات بھی عرض کئے دیتے ہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب ہیں اور کسی دوسرے کو یہ سمجھنا درست نہیں۔

۱۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اللہ تعالیٰ نے علم غیب کو صرف اپنی ہی ذات کے

لئے مختص فرمادیا ہے۔'' (کتاب الام بحوالہ ازالۃ الریب ص:۵۶)

۲۔ امام المتکلمین صادرالدین اصبہانی ابطال نہج البلاغۃ میں فرماتے ہیں: ''علم غیب کا اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ مختص ہونا ضروریات دین سے ہے۔ (بحوالہ ازالۃ الریب ص:۵۶)

۳۔ پیران پیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''جو نبی پاک ﷺ کو عالم الغیب کہے وہ کافر ہے کیونکہ علم غیب ایسی صفت ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔'' (مراۃ الحقیقۃ، بحوالہ بلغۃ الحیر ان ص:۴)

۴۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''علم غیب کس نمی داند بجز پروردگار......الخ۔'' (کلیات سعدی بحوالہ بوارق الغیب) یعنی علم غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

۵۔ شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔'' (مکتوبات قدوسیہ ص ۳۲۹ اردو)

۶۔ علامہ تفتازانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: خلاصہ یہ ہے کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کی ایسی صفت ہے جس میں وہ اکیلا ہے۔ (شرح عقائد نسفیہ ص:۱۷۰)

۷۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے بھی یہی فرمایا ہے۔ (شرح فقہ اکبر ص:۱۵۱)

۸۔ خواجہ محمد معصوم فاروقی رحمہ اللہ لکھتے ہیں، علم غیب حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ (مکتوبات معصومیہ ص:۲۲۲ دفتر......)

۹۔ خواجہ شمس الدین سیالوی فرماتے ہیں: ''ایمان کی سات شرطیں ہیں، ان میں سے ایک علم غیب کو اللہ تعالیٰ کا خاصہ سمجھنا۔ (مراۃ العاشقین ص:۴۷)

۱۰۔ مولانا عبدالحئ لکھنوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''علم غیب صفت مختصہ ہے اللہ تعالیٰ کی۔'' (مجموعہ الفتاویٰ اردو ج:۱/ص:۴۲)

۱۱۔ مولوی عبدالمالک صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں: '' یکتائی علم غیب وغیرہ خاصہ ذاتِ الٰہی ہے۔'' (شرح کبریت احمد ص:۴۸)

۱۲۔ مولانا کرم الدین دبیر فرماتے ہیں: ''یہ مسئلہ بھی مسلمہ ہے کہ علم ماکان وما یکون

خاصہ ذات باری تعالیٰ ہے۔" (آفتاب ہدایت ص:۱۷۰) ان دونوں بزرگوں کو بریلوی علامہ شرف قادری نے تذکرہ اکابر اہلسنت میں اپنے اکابرین میں شمار کیا ہے۔

۱۳۔ شاہ عبدالعزیز دہلویؒ فرماتے ہیں: "علم غیب خاصہ خدااست۔" (تحفہ اثنا عشریہ ص:۳۰۷) یعنی علم غیب خاصہ خدا ہے۔

۱۴۔ مولانا احمدالدین بگوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خلاصہ یہ ہے کہ علم غیب مخصوص ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے ساتھ، اللہ تعالیٰ ہی اس کے ساتھ متفرد ہے۔ان کو بھی بریلوی حضرات نے تذکرہ علماء اہلسنت والجماعت لاہور میں اپنے اکابر میں شمار کیا ہے۔

۱۵۔ مخدوم جلال الدین جہانیاں جہاں گشت رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ہمہ دان غیر علام الغیوب کسے نیست۔ (اخبار الاخیار ص:۱۴۳، نوریہ رضویہ) یعنی ہر ایک چیز کا جاننے والا علام الغیوب کے علاوہ کوئی نہیں۔

۱۶۔ آخر میں ہم ختامہ مسک سمجھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان پیش کرتے ہیں۔اگر فریق مخالف اس ذات بابرکات وسعادات کی بھی نہیں مانتا تو پھر اپنے نصیب کو روئے اور اسی کے لائق ہے کہ وہ ساری زندگی شرک و بدعت کی دلدل میں دھنسا رہے۔شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک دعائے ماثورہ کے یہ الفاظ ہیں:

اسألك بكل اسم هولك سمّيْتَ به نفسك او انزلته
فى كتابك او علّمته احداً من خلقك او استاثرت
به فى علم الغيب عندك (خیر کثیر اردو:۳۲ دارالاشاعت)

ترجمہ:......یعنی اے اللہ! میں تیری جناب میں اس ہر اسم کے واسطے سے دعا کرتا ہوں جو تو نے اپنے نام رکھا ہے یا تو نے اس کو اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے یا مخلوق میں سے کسی کو اس کا علم دیا یا تو نے اس کو اپنے پاس علم غیب میں خاص فرمالیا۔یعنی کسی کو نہیں بتلایا۔صاف معلوم ہو رہا ہے کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہے اور اس کا علم کسی کو عطا نہیں ہوتا۔

اب کتنا بڑا بدبخت ہوگا وہ شخص جس کو نبی پاک ﷺ کی زبان اقدس پر بھی اعتبار نہ آئے۔ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں کل قیامت کو ذلیل ورسوا ہوگا۔

اس دعا کو پیرانِ پیر رحمہ اللہ نے بھی اپنی کتاب غنیۃ الطالبین (ج:۲،ص ۲۵۲) پرنقل کیا ہے۔ چلو جس کے نام پر گیارہویں وغیرہ کھاتے ہیں اسی کی بات مان لیں۔

اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ فقہا کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی رسول وولی کو عالم الغیب کہنے والا کیسا ہے؟

۱۔ مسامرہ معہ مسائرہ میں ہے:

ذکر الحنفیه عری بالکفر باعتقادة ان النبی یعلم الغیب لمعارضة قوله تعالیٰ قل لا یعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا الله (ص:۱۹۸،نوریہ رضویہ)

یعنی احناف نے صراحۃً اس کی تکفیر کی ہے کہ جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی پاک ﷺ عالم الغیب تھے کیونکہ یہ بات قرآن مجید کی اس آیت کے خلاف ہے "آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ زمینوں اور آسمانوں میں عالم الغیب اللہ تعالیٰ کے سوکوئی نہیں۔

۲۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے بھی (شرح فقہ اکبر ص ۱۵۱ اقدیمی) پر یہی عبارت نقل کی ہے۔

۳۔ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اجل تزوج امراة بغیر شهود فقال الرجل والمراة خداوپیغمبر را گواه کنیم قالوا یکون کفرا لانه اعتقد ان رسول الله صلی الله علیه وسلم یعلم الغیب وهو ماکان یعلم الغیب حین کان فی الاحیاء فکیف بعدالموت (قاضی خان ج۴/ ص ۴۶۸ حافظ کتب خانہ کوئٹہ)

ایک آدمی نے کسی عورت سے نکاح کیا، پس آدمی وعورت نے کہا کہ خدااور پیغمبر کو گواہ بناتے ہیں، تو مشائخ نے کہا کہ یہ کفر ہے، کیونکہ اس نے یہ اعتقاد کیا کہ نبی پاک ﷺ عالم الغیب ہیں حالانکہ آپ عالم الغیب اس وقت نہ تھے جب آپ ﷺ دنیا میں

موجود تھے اور جب وصال فرما گئے تو اس وقت کیسے عالم الغیب ہو گئے؟

۴۔ خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے ایک آدمی نے نکاح کیا اور اس کے پاس گواہ نہیں تھے۔ تو اس نے کہا خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں تو یہ کافر ہو گیا کیونکہ اس کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فرشتے عالم الغیب ہیں۔ (ج:۴/ص ۳۸۵ فاروقیہ پشاور)

۵۔ علامہ خازن نے لکھا ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان پانچ باتوں (ان اللہ عندہ علم الساعۃ...... الخ) کو نہ کوئی مقرب فرشتہ اور نہ ہی کوئی نبی مصطفیٰ جانتا ہے، پس جو کوئی دعویٰ کرے کہ وہ ان میں سے کسی کو جانتا ہے تو اس نے قرآن مجید کا انکار کیا کیونکہ اس نے قرآن مجید کی مخالفت کی۔ (تفسیر خازن ج:۳/ص ۴۷۵)

۶۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ لکھتے ہیں اولیاء علم غیب نہیں رکھتے۔ البتہ بطور کرامت بعض غیب کی باتوں پر ان کو کشف یا الہام کے ذریعہ مطلع کیا جاتا ہے۔ اولیاء اللہ کے متعلق علم غیب کا اعتقاد کفر ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! فرما دیجئے کہ میں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کی رحمت کا خزانہ ہے کہ جس کو چاہوں دے دوں اور میں یہ (بھی) نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم حاصل ہے۔ (جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب نہیں تو ولی کو کیسے ہوگا؟) (ارشاد الطالبین اردو ص:۵۳)

۷۔ صوفی محمد ابراہیم قصوری خلیفہ مجاز میاں شیر محمد شرقپوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''اکثر لوگ دو وجہ سے اولیاء اللہ سے محروم ہوتے ہیں، ایک جو اولیاء اللہ کو معصوم سمجھتے ہیں، دوسرے لوگوں کا یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ کو ہر وقت علم غیب ہوتا ہے۔'' (خزینۃ معرفت ص:۲۹۴)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر استقامت سے چلنے والا بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔

فاضل بریلوی......علمائے بریلوی کی نظر میں!

محمد سفیان معاویہ، جھنگ

قارئین اہلسنت والجماعت!

آج جس طرح فاضل بریلوی کو چھپے اور کھلے الفاظ میں تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہے، ان کی عبارات وتحریرات کو بری طرح رد کیا جا رہا ہے۔ ہم سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ جانے کیا بات ہے؟ کیوں فاضل بریلوی کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اور تنقید کرنے والے بھی فاضل بریلوی کے مسلک ہی کے لوگ ہیں۔ اپنے ہی فاضل بریلوی کو تختۂ مشق بنا رہے ہیں۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل حوالہ جات سے ظاہر ہے:

۱۔ بریلیوں کے قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی کے والد ماجد مولانا عبدالعلیم صدیقی قادری رضوی میرٹھی فاضل بریلوی کی منقبت میں ایک شعر نقل کرتے ہیں کہ

حرم والوں نے مانا تم کو اپنا قبلہ و کعبہ
جو قبلہ اہل قبلہ کا ہے وہ قبلہ نما تم ہو

(یادِ اعلیٰ حضرت ص ۳)

اس کتاب کے مصنف مولوی عبدالحکیم شرف قادری صاحب ہیں۔

۲۔ مفتی احمد یار خان نعیمی ثم گجراتی صاحب اعلیٰ حضرت کی سوانح حیات میں یہ شعر نقل کرتے ہیں کہ

قبلہ دین و کعبہ ایمان، اعلیٰ حضرت مجدد ملت
راحت قلب و رحمت یزداں، اعلیٰ حضرت مجدد ملت

(سیرت اعلیٰ حضرت ۱۲۳)

ان دونوں حضرات نے فاضل بریلوی کو قبلہ و کعبہ کہا ہے جب کہ مفتی اقتدار احمد خان نعیمی فاضل بریلوی کو قبلہ و کعبہ کہنے پر سخت ناراض ہوتے ہوئے اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

عوام میں تو بعض بے وقوف لوگ اپنے بزرگوں کو قبلہ و کعبہ مکہ مدینہ منورہ بھی کہہ دیتے ہیں، مگر یہ سب احمقانہ جہالتیں ہیں۔"
(تنقیدات علیٰ مطبوعات: ۱۰۸)

۲۔ فاضل بریلوی اپنے نعتیہ کلام میں اپنے نام کی قسم کھاتے ہوئے شعر نقل کرتے ہیں کہ:

یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصف ہدیٰ مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

(حدائق بخشش ص: ۳۶)

مفتی احمد یار خان نعیمی کے صاحبزادے مفتی اقتدار احمد خان نعیمی سخت تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"احادیث پاک میں وارد ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کی قسم کھانا سخت ترین جرم ہے۔ فقہائے کرام تو ایسی غیر اللہ کی قسم کو بحکم حدیث پاک شرک قرار دیتے ہیں۔ دراصل مسلم قوم کی انتہائی بدقسمتی ہے کہ بے علم لوگوں نے نعتیں لکھنا شروع کر دی ہیں۔" (تنقیدات علیٰ مطبوعات ص: ۹)

اندازہ لگائیے اس عبارت میں فاضل بریلوی کو بے علم، مشرک اور مجرم تک کہا گیا ہے۔

۳۔ فاضل بریلوی اپنی مشہور کتاب "فتاویٰ افریقہ" میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا

ابو طالب کو غیر مسلم کہتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''اگر چہ خطاب وعفان وابو طالب مسلمان نہ تھے۔'' (فتاویٰ افریقہ ص:٥٨)

فاضل بریلوی ایک جگہ یوں لکھتے ہیں:

حضور ﷺ کا فرمان کہ:

میرا باپ تیرا باپ (دوزخ میں ہے) یعنی سرکار یہ فرمارہے ہیں کہ میرے چچا ابو طالب (المعتقد المنتقد ص:٦١)

فاضل بریلوی ایک جگہ لکھتے ہیں:

''بعض مقامات وواقعات میں ان لوگوں کے عذاب میں تخفیف جو دوزخ میں ہمیشہ رہنے کے مستحق ہیں جیسے ابو طالب'' (المعتقد المنتقد ص:١٩٩)

نیز فاضل بریلوی نے مستقل ایک رسالہ ابو طالب کے عدم ایمان کو ثابت کرنے کے لئے لکھا۔ (فتاویٰ رضویہ)

ڈاکٹر محمود احمد ساقی صاحب بریلوی لکھتے ہیں کہ:

''معاملہ بقول اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ضروریاتِ دین یعنی عقائد میں سے نہیں جو قائلین میں سے نہیں ہیں، انہیں مفسرین نے سکوت اختیار کرنے کو کہا ہے کیونکہ اس معاملے کو اُچھالنے سے رسول کریم ﷺ کو ایذا پہنچتی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کو ایذا دینا ہے۔ (معاذ اللہ)''

(کنز الایمان کے نئے مخالفین ص:٣١)

یہ کتاب مفتی محمد ذوالفقار علی رضوی کے حکم سے لکھی گئی ہے۔

ناظرین! غور فرمائیں اس عبارت میں ساقی صاحب فاضل بریلوی کو کیا ثابت

کررہے ہیں۔ساقی صاحب کے مطابق فاضل بریلوی نبی کریم ﷺ کو ایذادے رہے ہیں کیونکہ فاضل بریلوی نے جگہ جگہ نبی اکرم ﷺ کے چچا کو کافر اور غیر مسلم لکھا ہے۔

فاضل بریلوی تو اپنی وصیت میں لکھتے ہیں:

میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔(وصایا شریف ص:۱۰)

تو فاضل بریلوی کے مذہب کو چھوڑنے والے کون ہیں؟ یہی ان کے اپنے لوگ ہیں۔

مولانا آل مصطفیٰ مصباحی بریلوی فاضل بریلوی کی کتب پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

""سبحن السبوح" کی صرف ابتدائی چند ورقوں میں ہذیان ہے۔"

(سوانح صدر الشریعہ ص:۸۶)

اس کتاب کے شروع میں "تاثرات" کے عنوان سے بریلویوں کے محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری بانی جامعہ امجدیہ رضویہ نے اس کتاب کی تائید و تصویب کی ہے۔

۵۔ فاضل بریلوی سے پوچھا گیا کہ:

عرض: سبز رنگ کا جوتا پہننا کیسا ہے؟

ارشاد: جائز ہے۔

دعوت اسلامی کے امیر الیاس قادری عطاری رضوی صاحب سبز رنگ کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ رنگ زمین پر نہ ہو جیسا کہ ان کی عبارت سے ظاہر ہے۔ملاحظہ ہو:

"آج کل ٹریفک کے محکمہ کی جانب سے رہنمائی کے لئے سڑکوں پر بعض تحریریں ہوتی ہیں، یہ غلط طریقہ ہے، کاش! صرف رنگ برنگے (مگر سبز کے علاوہ) پٹوں سے کام چلایا جاتا۔(فیضان سنت ص:۹۰)

﴿قسط چہارم﴾

اصلی حنفیت !

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ

کیا رسول اللہ ﷺ کو بشر اور بندہ کہنے والے کافر ہیں؟

میرے حنفی بھائیو! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ط ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا (سورۃ النساء/ رکوع:۸)

ترجمہ: ......پس اگر تم کسی چیز میں آپس میں جھگڑا کرو تو اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف لوٹاؤ۔ اگر تمہیں اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان ہے، اس طرف لوٹنا بھلائی اور بہت ہی عمدہ بات ہے۔ انتھٰی۔

دعوت رجوع الی اللہ تعالیٰ:

برادرانِ احناف! آیئے اس مسئلے کا فیصلہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار سے کرائیں۔ اس کے بعد اگرچہ کوئی ضرورت تو نہیں ہے لیکن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم امام ابوحنیفہؒ اور متبعین امام ابوحنیفہؒ میں سے ملا علی قاری مسلمانوں میں علم کلام کے مسلم امام ہیں، ان کے اور صوفیائے کرام کے اقوال بھی پیش کر دیئے جائیں گے تاکہ آپ کو پتہ لگ جائے کہ اسلام میں پہلے دن سے یہی عقیدہ چلا آرہا ہے کہ سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ایسے پیارے بندے ہیں جن کے درجے کو ان الفاظ میں بیان کیا جائے تو اہل سنت والجماعت کے اعتقاد کے مخالف نہیں ہوگا۔ ع

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کیونکہ اہلسنت والجماعت خواص الانس کو خواص الملائکہ سے افضل سمجھتے ہیں۔ مذکورۃ الصدر

سات مقامات کے حوالے سے تو متعدد دیئے جاسکتے ہیں لیکن اختصار کے باعث مشتے از خردار کے طور پر پیش کیئے جاتے ہیں۔

قرآن پاک میں بشر اور عبد کا اطلاق:

۱۔ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۔ (سورۃ بنی اسرائیل پ:۱۵/ رکوع:۱۰)

(اے رسول ﷺ) ان سے کہہ دو سوائے اس کے نہیں کہ میں ایک بشر رسول ہوں۔

۲۔ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَىَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (سورۃ کہف پ:۱۶/ رکوع:۱۲)

(اے رسول اللہ ﷺ) انہیں کہہ دو سوائے اس کے نہیں کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں میری طرف اس امر کی وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی اللہ تعالیٰ ہے۔

۳۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى (بنی اسرائیل/ رکوع:۱)

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر اکرائی......الخ۔

۴۔ تَبَارَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعَالَمِيْنَ نَذِيْرًا (سورۃ الفرقان/ رکوع:۱)

وہ ذات بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن مجید نازل فرمایا تا کہ جہان والوں کو ڈرائے۔

حاصل مطلب:

دو آیتوں میں آنحضرت ﷺ کے متعلق لفظ ''بشر'' استعمال کیا گیا ہے اور دو میں لفظ ''عبد'' آیا ہے۔

اپنی عبدیت کے متعلق آنحضرت ﷺ کا اپنا اقرار:

۱۔ مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا۔ آنحضرت ﷺ نے

نمازِ تہجد پڑھی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دونوں قدموں پر ورم آ گیا۔ تب آپ ﷺ سے عرض کیا گیا آپ ﷺ اس طرح کیوں کرتے ہیں، حالانکہ آپ ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ سب بخشے جا چکے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ اس روایت کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ (باب التحریض علیٰ قیام اللیل۔ مشکوٰۃ المصابیح)

٢۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جب تم اذان سنو تو اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے، پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود (شریف) پڑھا، اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت بھیجے گا پھر میرے لئے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ مانگو، پس تحقیق وہ بہشت میں ایک درجہ ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک بندہ کے لائق ہے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ میں ہی وہ ہو جاؤں پس جس شخص نے میرے لئے وسیلے کی دعا کی، اس پر شفاعت حلال ہو گئی۔ (رواہ مسلم)

حاصل مطلب:

دونوں احادیث میں آنحضرت ﷺ نے اپنے آپ کو "بندہ" کے لفظ سے ذکر فرمایا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں رسول اللہ ﷺ عبد (اللہ تعالیٰ کے بندے) ہیں:

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھے تو ارشاد فرمایا: تحقیق ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دنیا کی تازگی میں سے جو چاہے عطا فرمائے یا جو اللہ تعالیٰ کے ہاں نعمتیں ہیں وہ پائے۔ تو اس بندے نے وہ اختیار کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے، اس پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا ہم اپنے باپوں اور ماؤں سے آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ پس ہم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر تعجب کیا۔ لوگوں نے کہا اس بوڑھے شخص کو دیکھو کہ رسول اللہ ﷺ تو ایک بندے کی خبر دے رہے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تازگی اور اپنے ہاں کی نعمتوں کا اختیار دیا ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم آپ ﷺ پر اپنے باپوں اور ماؤں سمیت قربان ہیں یعنی اس خبر پر اس فقرے کا

کہنا کچھ مناسبت نہیں رکھتا۔ لیکن لوگوں کو بعد میں معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو وہ اختیار دیا گیا تھا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سب سے زیادہ عالم تھے۔ اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔ (مشکوٰۃ، باب وفات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

الحاصل:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بندے کے لفظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مسعود مراد لیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر فرما رہی ہیں:

عن عائشة رضی الله عنها قالت كان رسول الله صلی الله عليه وسلم يخصف نعله و يخيط ثوبه ويعمل فی بيته كما يعمل احدكم فی بيته وقالت كان بشرا من البشر۔ (الحديث) رواہ ترمذی، مشکوٰۃ فی اخلاقہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ترجمہ:...... حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا جوتا سی لیا کرتے تھے، اپنا کپڑا سی لیا کرتے، جس طرح تم اپنے گھر کا کام کرتے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کیا کرتے اور فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی انسانوں میں سے ایک انسان (بشر) تھے۔

الحاصل:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بشر کا لفظ فرما رہی ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا بندہ (عبد فرما رہے ہیں:

محمد رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبيه وعبده ورسوله ۔شرح فقہ اکبر ص:١٧ مطبوعہ مطبع محمدی لاہور۔

حضرت ملّا علی قاریؒ ہمارے حنفیوں کے مسلّم امام ہیں ان کا ارشاد ملاحظہ ہو:

اسی پہلی ذکر شدہ عبارت کی شرح میں فرماتے ہیں قال عليه السلام لا تطرونی كما اطری عيسیٰ وقولوا عبدالله ورسولهٗ

ترجمہ:......آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے میری زیادہ تعریف نہ کرو۔ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گئی ہے۔ بلکہ (مجھے) کہو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔

برادرانِ احناف! آیئے ذرا اس مسئلہ میں علم عقائد کے ماہرین، ائمہ سے بھی پوچھ لیں۔

مسامرہ لکمال بن ابی شریف:

ان النبی انسان بعثه الله لتبلیغ ماأوحی الیه و کذا الرسول فلا فرق......الخ ص:۱۹۸ مطبوعہ مطبع کبری امیریہ مصر۔

ترجمہ:......تحقیق نبی ایک انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ مبعوث فرماتے ہیں تا کہ جو اسے دی گئی ہے اس کی تبلیغ کرے۔ اس معنی میں نبی اور رسول میں کوئی فرق نہیں۔

مسایرہ للعلامۃ الکمال بن الہمام:

فالنبی علیٰ هذا انسان اوحی الیه بشرع سواء امر بتبلیغه والدعوة الیه اولا فان امر بذلك فهو نبی رسول والا فهو نبی غیر رسول......الخ (مسایرہ وشرح مسامرہ ص:۱۹۷)

ترجمہ:......پس نبی اس لحاظ سے ایک انسان ہے جس کی طرف شریعت کی وحی کی گئی ہے اس کی تبلیغ اور دعوت کا حکم اسے دیا جائے یا نہ۔ اگر تبلیغ کا حکم کیا جائے تو وہ نبی مرسل ہے ورنہ وہ نبی غیر مرسل کہلائے گا۔......الخ

امام الصوفیاء الکرام حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ملاحظہ ہو:

ترجمہ:......ہمارے کل پیغمبر جو تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار گزرے ہیں سب کے سب مخلوق کو خالق جل مجدہ کی عبادت کی ترغیب دیتے رہے اور غیر اللہ کی عبادت سے منع فرماتے رہے اور سب نے اپنے آپ کو (اللہ تعالیٰ کا) عاجز بندہ سمجھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی بزرگی سے کانپتے رہے ہیں اور ہندوؤں کے خداؤں نے مخلوقات کو اپنی عبادت کی طرف رغبت دلائی ہے (الیٰ قولہ) بخلاف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کہ مخلوق کو جن چیزوں سے منع فرمایا ہے خود بھی اس سے باز رہے ہیں بالکل پورے طور پر دوسرے لوگوں کی

طرح اپنے آپ کو وہ حضرات بشر (بندہ) فرمایا کرتے تھے۔ ع

یہ ہیں تفاوتِ راہ از کجا است تا بکجا

عبرت:

اللہ تعالیٰ کے بندو! اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے ڈرو، جس بات سے اللہ تعالیٰ بھی راضی نہ ہو، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کے بھی مخالف ہو، امام ابوحنیفہؒ کے طریقہ کے بھی خلاف ہو اور حضرات صوفیائے کرام کے مسلک کے بھی خلاف ہو، میں نہیں سمجھتا کہ وہ کہاں کا اسلام ہے جس پر زور دیا جا رہا ہے۔

ازالۂ غلط فہمی:

میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ کی درگاہ میں جو عزت وقرب کا درجہ حاصل ہے، اس کو ہم پورے طور پر سمجھ بھی نہیں سکتے۔ سید المرسلین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین کا درجہ سمجھنا تو دور رہا، میرے خیال میں ولی کی ولایت اور نبی کی نبوت کا سمجھنا بھی عام لوگوں کے لئے محال ہے۔ ہاں البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کو سمجھ سکتے ہیں، ان کے افعال کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ لہٰذا ہمارا فرض ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال وافعال کا اتباع کریں اور اعتقادات میں جو کچھ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملا ہے اسی پر ایمان رکھیں اور اپنی طرف سے کانٹ چھانٹ نہ کریں اور وہ یہ ہے:

اللہ تعالیٰ کو خالق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخلوق سمجھیں۔

اللہ تعالیٰ کو آقا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غلام سمجھیں۔

اللہ تعالیٰ کو بھیجنے والا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول سمجھیں۔

وما علینا الا البلاغ

﴿قسط دوئم﴾

جرم کا ثبوت حاضر ہے!

مفتی نجیب اللہ، کراچی

یہ مراد لی تو کیوں لی؟

اور بعض بریلوی حضرات کا ان اشعار کو اُمِ زُرع کے متعلق کہنا بھی چند وجوہ سے باطل ہے۔

اس لئے کہ ہم ماقبل میں ان اشعار کا وہ حصہ نقل کر چکے ہیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ یہ اُمِ زُرع کے بارے میں نہیں ہیں۔

ان اشعار میں جو فحش نقشہ احمد رضا خان نے کھینچا ہے وہ کسی روایت میں بھی اُمِ زُرع سے متعلق ثابت نہیں۔ اور جب مذکورہ نقشہ اُمِ زُرع کے متعلق ثابت ہی نہیں تو ان کو اُمِ زُرع کے بارے میں کہنا ناانصافی ہے اور بہتان ہے۔

اگر بالفرض یہ اشعار اُمِ زُرع کی شان میں ہیں تو سوال یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اُمِ زُرع سے تشبیہ دی ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں ہے: ﴿کُنتُ لكِ کابی زرعٍ لِاُم زُرع﴾ (بخاری، مسلم ص: ۲۸۸/ ج:۲ (نور محمد کراچی) لہٰذا ان غلیظ اشعار کی نسبت اُم زُرع کی طرف کرنا بھی گستاخی کی غمازی کرتا ہے۔

شقاوت قلبی کا اندازہ کیجئے!

مفتی مظہر اللہ بریلوی نے جو اسے معمولی غلطی کہا ہے، ان سے اور ان کی تائید کرنے والے صاحبزدوں سے بریلوی یہ پوچھ کر بتا سکتے ہیں کہ کیا اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گستاخی اور توہین معمولی خطا ہے......؟ اور کیا یہ شرعاً قابل گرفت بھی نہیں ہے......؟ کہیں یہ عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق تو نہیں ہے......؟

اور بریلوی جماعت سے ہمارا سوال ہے کہ:

جس طرح احمد رضا خان نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گستاخی کا ارتکاب کیا ہے اور جو الفاظ انہوں نے استعمال کئے ہیں، کیا وہ الفاظ اگر کوئی بریلوی مفتی صاحب یا مولوی احمد رضا کی والدہ یا گھر کی دیگر خواتین کے متعلق استعمال کرے...... تو کیا اس غلطی کو معمولی غلطی کے مرتکب کے ساتھ بھی وہی برتاؤ رکھا جائے گا جو ''تمام مؤمنین کی ماں'' کے گستاخ کے ساتھ روا رکھا جارہا ہے......؟

نہیں اور ہرگز نہیں...... تو پھر میں آپ کے دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھ کر پوچھتا ہوں کہ دیکھو کہیں وہ ایمان سے خالی تو نہیں ہوچکا۔

اور کیا مسلمانوں کو اس عظیم ہستی کی گستاخی اور توہین اور بے ادبی کے خلاف سراپا احتجاج ہونا (جو ان کا شرعی اور آئینی حق بنتا ہے) غلط تھا......؟ نہیں تھا اور ہرگز نہیں تھا۔ تو مفتی مظہر اللہ بریلوی کا ان مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کرتے ہوئے یہ کہنا کہ

مسلمانوں کو کیا واسطہ......؟ ...... یہ کہاں کا انصاف ہے......؟

کیا مفتی صاحب! اپنی ''حرم محترم'' کی توہین کرنے والے ''مجرم'' کو ''معمولی غلطی'' کا ایوارڈ (تمغہ) دینے کو تیار ہوسکتے ہیں اور کیا اس کو یہ کہہ کر معاف کرنے کو تیار ہیں کہ...... یہ ایک خطا کار بچہ اور اس کی مشفقہ ماں کا معاملہ ہے......؟ جب کہ اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گستاخ کو یہی الفاظ کہہ کر وہ اسے ''عاشق'' ثابت کرچکے ہیں۔

ہمیں اُمید ہے کہ بریلوی اپنی مستورات کے ساتھ ہونے والے ''جرم'' کے مرتکب کو کبھی معاف نہیں کریں گے اور اسے دوبارہ جری ہونے کا موقع نہیں دیں گے۔

لہٰذا گزارش ہے کہ ''تمام مسلمانوں کی والدہ'' کے گستاخ کو مزید گستاخیاں کرنے کی جرأت اور طاقت دینے کے بجائے وہ اس کو بے ادب کہہ کر اس سے الگ ہوجائیں۔ اور اسے خود میں سے ''پانی کی مکھی'' کی طرح نکال کر پھینک دیں۔

توبہ کس کی مطلوب ہے......؟

کتاب کا ناشر (مولوی محبوب علی) ہزار بار توبہ کرلے لیکن کیا اس توبہ سے شاعر

(احمد رضا) کا گناہ دھل جائے گا......؟ مولوی محبوب علی خان سے توبہ کرا کر احمد رضا کو اس گناہ سے بری الذمہ کرنے کا ڈرامہ خود بریلوی حضرات نے کیا ہے، اس میں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

کتاب کا ناشر اس بات کا واضح الفاظ میں اقرار کر چکا ہے کہ (یہ اشعار) پرانے قلمی بوسیدہ بیاض سے نہایت احتیاط سے نقل کیئے...... (ماہنامہ سنی لکھنؤ) اور ان کو جمع کرنے والا مولوی حسن رضا برادر احمد رضا تھا، جس کی وفات ۱۳۲۶ھ احمد رضا سے صرف ۱۴ سال پہلے ہوئی...... (انوار رضا ص:۵۴۴)

توبہ کب کی......؟

اس ناشر (مولوی محبوب علی) نے توبہ کب کی......؟ ۱۳۷۴ھ میں۔ ۱۳۴۲ھ میں چھپنے والے اس رسالے کی توبہ ۳۲ سال بعد آخر وہ کونسے ہاتھ تھے جو مولوی محبوب علی کو ۳۲ سال تک توبہ سے روکتے رہے اور جب حالات یہاں آن پہنچے کہ علماء دیوبند کی طرف سے احتجاج بڑھنے لگا[1] عوام اُٹھ کھڑی ہوئی[2] اور اس احتجاج میں ایک مسلمان قتل ہو گیا[3] اور اب مطالبہ کیا جانے لگا کہ مولوی محبوب علی کو مسجد کی امامت سے معزول کیا جائے[4] تو توبہ کا ڈھونگ رچا کر معاملہ ٹھنڈا کرنے کی کوششیں کرنے لگے۔

احمد رضا کے بیٹے مولوی مصطفیٰ رضا لکھتے ہیں:

> مجھے جہاں تک معلوم ہوا غالباً کاظم علی دیوبند نے کانپور میں اپنی تقریر میں اسے ذکر کر کے فتنہ اُٹھانا چاہا پھر جگہ جگہ وہ اس سے سن کر اور وہابی اسے دہراتے رہے۔...... (فیصلہ مقدسہ شرعیہ قرآنیہ ص ۸۱)

روزنامہ انقلاب بمبئی اس معاملے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا تھا۔ دیوبندی مکتب فکر سے متعلق علماء اور واعظین دھواں دھار تقریریں کر رہے تھے اور مختلف علماء سے فتاویٰ حاصل کر کے اخبارات و رسائل چھپواتے اور عوام میں اشتعال اور ہیجان پھیلانے کی

[1] انوار رضا ص ۵۴۴۔ [2] ایضاً ص: ۵۴۴، [3] المیزان احمد رضا نمبر ص ۴۳۶، [4] انوارِ رضا ص: ۵۴۴۔

کوششیں کرتے تھے۔ (انوار رضا ص: ۵۴۴)

اگر بریلوی حضرات اسے گستاخی سمجھتے تھے تو پھر وہ اسے مسلسل چھاپ کیوں رہے تھے۔ ۱۳۴۲ھ میں مولوی محبوب علی خان نے اور ۱۳۶۶ھ، ۱۳۷۴ھ میں چھاپ کر مسلمانوں کو اشتعال کیوں دلایا گیا......؟ پھر حافظ ولی خان بریلوی نے بھی تو مسلمانوں کے احتجاج کے باوجود ۱۳۷۴ھ میں یہ کتاب دوبارہ چھاپ دی۔ آخران سے توبہ کروانا بھی تو ضروری تھا۔ آخر وہ توبہ پر کیوں راضی نہ ہوئے اس لئے کہ وہ کسی مسجد کے امام نہیں تھے، ان کو امامت سے معزولی کا خطرہ نہیں تھا......؟

علماء اہلسنت والجماعت کی عبارتوں پر کفریہ عینک لگا کر مضمون کو گستاخانہ جامہ پہنانے والے بریلوی حضرات پر ۳۲ سالوں تک کیوں سکوت طاری رہا......؟ اور بعد میں توبہ شائع کیا گیا۔

یہ کتاب وفات احمد رضا سے پہلے مرتب ہوئی:

اس کتاب ''حدائق بخشش حصہ سوم'' کو احمد رضا کی وفات کے بعد شائع شدہ کہنے والوں کا یہ دلیل دینا کہ کتاب کے ٹائیٹل پر احمد رضا کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہوا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ کتاب ان کی وفات کے بعد شائع ہوئی۔

جواباً...... ان حضرات سے گذارش ہے کہ ہم احمد رضا کی سینکڑوں ایسی کتابیں دکھا سکتے ہیں کہ جن کے شروع میں یہی درج ہے تو کیا اس بنا پر ساری کتابوں کی نسبت احمد رضا کی طرف غلط کہنے کو بریلوی حضرات تیار ہیں......؟ ممکن ہے کہ یہ رحمۃ اللہ علیہ کا اضافہ بھی کسی عیاری کی بنیاد پر کیا گیا ہو۔

اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے:

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر جب بریلوی حضرات اپنے امام سے اس گستاخی کو اُٹھانے سے عاجز آجاتے ہیں تو کس طرح ہاتھ پاؤں مارتے ہیں، اس کو بھی بیان کر دیا جائے۔

اگرچہ علماء اہلسنت پہلے اپنی کتاب میں ذکر کر چکے ہیں لیکن موقع کی مناسبت سے ہم یہاں پھر قارئین کی نذر کر دیتے ہیں۔

حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کسی صاحب کو کشف ہوا۔ ملاحظہ فرمائیں بریلوی حضرات کے قلم سے:

''ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر کے گھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنے والی ہیں انہوں نے مجھ سے کہا میرا ذہن معاً اس طرف منتقل ہوا (کہ کم سن بیوی ملے گی) اس مناسبت سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب نکاح کیا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت کم عمر تھیں۔''......

وہی قصہ یہاں ہے۔ (زیروزبر ص:۲۸۴/ارشد القادری بریلوی)

اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد رئیس التحریف مولوی ارشد القادری بریلوی لکھتا ہے:

''اس مقام پر پہنچ کر ام المومنین کے وفادار فرزندوں کو آواز دینا چاہتا ہوں، دنیائے اسلام کی مادر مشفقہ کے لئے احترام وادب کا کوئی جذبہ اُن کے سینے میں موجود ہو تو وہ خود ہی فیصلہ کریں کہ اس مصنوعی کشف اور اس کی تعبیر سے ایمان وعقیدت کے جذبے کو ٹھیس لگتی ہے یا نہیں......؟

تھانہ بھون کے سوا مشکل ہی سے کہیں ایسا بے غیرت انسان ملے گا جس کا ذہن اپنی ماں کی آمد کی خبر سن کر کسی کم سن بیوی کی طرف منتقل ہو جائے، اس مناسبت سے کہ جب وہ اس کے باپ کے گھر آئی تھی تو اس کی عمر بہت کم تھی...... (زیروزبر ص:۲۸۴)

قارئین! جو لوگ علم تعبیر سے واقف ہیں ان پر یہ بات بالکل مخفی نہیں کہ کشف اور تعبیر خواب میں کتنا فرق ہوتا ہے۔

لیکن یہ بات ہم اس فرقے (بریلوی) کے لوگوں سے نہیں کہہ رہے جو مذہبی یتیم اور تحقیقی بیگانگی کا شکار ہیں۔ علم اور ان میں کوئی مناسبت ہی نہیں...... ہمارے مخاطب وہ انصاف پسند مسلمان ہیں جن کے یہاں علم اور دیانت کی حقیقت ہے اور جن کو وہ ایمانی نور رب العزت کی طرف سے عطا ہوا ہے جس سے وہ حق وباطل، سچ وجھوٹ، دیانت وخیانت

میں فرق کر سکتے ہیں۔

وہ فریب خوردہ شاہیں جو پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہِ رسم شاہبازی

ایک اعتراض کا جواب:

علم التعبیر کے امام علامہ عبدالغنی نابلسی لکھتے ہیں:

من رای من الرجال احداً من ازواج النبی او کان اعزب تزوج امرأة صالحة۔

ترجمہ:...... کسی مرد نے ازواج مطہرات میں سے کسی کو خواب میں دیکھا اور وہ غیر شادی شدہ تھا، اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ نیک عورت سے شادی کرے گا۔"

علامہ عبدالغنی نابلسی رحمہ اللہ جو کہ بریلوی فرقے کے ہاں بھی مسلم ہیں، کیا ارشد القادری بریلوی کی اس گالی کی زد میں نہیں آتے جو انہوں نے مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے متعلق لکھ دی ہے؟

ذرا بریلوی حضرات اپنے رضوی مسلک کے آئمہ سے پوچھیں تو سہی کہ ارشد القادری حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے بارے میں اپنے خبث باطن کے اظہار میں کن لوگوں پر ہاتھ صاف کر رہے ہیں......؟

اور کیا ماں کے خواب میں آنے سے زوجہ کی تعبیر میں صرف مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ ہی مجرم ٹھہرتے ہیں یا پھر مولانا عبدالغنی نابلسی جیسی مسلم بین الفریقین شخصیت کی شان بھی مجروح ٹھہرتی ہے......؟

کاش! ارشد القادری اور بریلوی حضرات کے سینے میں دل ہوتا اور اس دل میں دھڑکن بھی ہوتی، انصاف کا ترازو ہوتا۔

تو میں نہیں سمجھتا کہ وہ علماء اہلسنت والجماعت کی شان میں اس طرح گستاخانہ لہجہ استعمال کرتے اور علامہ عبدالغنی نابلسی رحمہ اللہ اور مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی

بے ادبی کے مرتکب ہوتے۔

کل میاں حجام جہاں مونڈتے تھے اوروں کے سر
آج اسی کوچے میں خود اسی کی حجامت ہوگئی

ہم مولوی ارشد القادری کا حدائق بخشش حصہ سوم کے اشعار سے متعلق وہ واویلا بھی نقل کردیتے ہیں......ملاحظہ فرمائیں:

"میں کن لفظوں میں بریلوی فتنہ کے مصنفین کے خلاف اس ظلم و بددیانتی کی شکایت کروں کہ انہوں نے اس الزام کو ثابت کرنے کے لئے جس کتاب کا حوالہ دیا ہے اس کے متعلق وہ پوری تفصیلات سے واقف ہیں (جیسا کہ ہم نے وہ ساری تفصیلات بیان کردی ہیں......عمر) کہ وہ کتاب نہ فاضل بریلوی کی حیات میں شائع ہوئی (کتاب کے ٹائیٹل پر تاریخی نام کے ساتھ ۱۳۲۵ھ لکھا ہوا ہے جب کہ احمد رضا ۱۵ سال بعد ۱۳۴۰ھ میں فوت ہوئے......عمر) نہ اس کی ترتیب واشاعت میں ان کے خاندان کے لوگوں کا کوئی ہاتھ ہے (ہم نے پیچھے باحوالہ بیان کردیا ہے کہ یہ کتاب جمع کرنے والے مولوی حسن رضا ہیں جو کہ احمد رضا خان کے بھائی ہیں اور ۱۳۲۶ھ میں فوت ہوئے......عمر) اور نہ بریلی کے مرکز سے اس کی توثیق کا اعلان ہوا۔ (مکالمۃ الصدرین اور اس جیسی درجنوں کتابیں جن کو بریلوی علماء دیوبند کے سر تھوپتے ہیں اور طرفہ یہ علماء اہلسنت ان کی تردید کرتے چلے آرہے ہیں۔ ان کا کیا بنے گا......عمر) اس لئے اس کتاب کے مشتملات، اس کی ترتیب اور ماخذ مسودات میں جو کچھ بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ تنہا کتاب کے مرتب پر عائد ہوتی ہے۔ (مولوی حسن رضا پر کیوں نہیں......؟ عمر) بلکہ ۳۰ سال سے زائد کا عرصہ ہوا کہ کتاب کے مرتب نے اپنا توبہ نامہ شائع کرکے اشعار کی ترتیب میں جوان سے لغزش واقع ہوئی۔ اس کا کھلے دل سے اعتراف کرلیا (۳۲ سال تک کیوں اعتراف نہ کیا جب مسجد ہاتھ سے جانے کا خوف ہوا اور اہلسنت کی طرف سے احتجاج بڑھنے لگا عوام اہلسنت شہید ہوئے تب ہوش آنا، چہ معنی دارد......؟ عمر) (زیروزبر ص: ۲۸۰ پروگریسو بکس لاہور)

(قسط نمبر۲)

لاثانی سرکار کون......؟

از رشحات قلم: حافظ محمد شفیق، شاہدرہ، لاہور

لوگوں کے سامنے اس جماعت کے عقائد ونظریات لانے کا صرف ہمارا ایک ہی مقصد ہے کہ لوگ اس فتنے سے باخبر ہوجائیں اور اپنی آخرت کو برباد ہونے سے بچالیں۔ صوفی مسعود احمد صدیقی لاثانی سرکار لوگوں کے سامنے ایک نیا دین پیش کررہا ہے۔ صوفی مسعود احمد کے بتائے طریقوں پر چلنا اپنے لئے جہنم میں محل تعمیر کروانا ہے۔ جب ہم نے صوفی مسعود احمد کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھیں تو اس سے ہمیں یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ شخص اپنے بارے میں خدائی صفات ظاہر کررہا ہے۔ مثلاً حاضر وناظر، علم غیب، اور دین میں ردوبدل کا حق اس کو ہے۔ اب ہم آپ کے سامنے ایک حوالہ پیش کرتے ہیں جس سے صوفی مسعود احمد کا اپنے بارے میں علم غیب، اور دین میں ردوبدل کرنا ثابت ہورہا ہے۔

صوفی مسعود احمد لکھتا ہے:

> ''لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم کچھ نہیں جانتے، ہم دور سے ان کے اعمال دیکھ لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کی شکلیں دکھا دیتا ہے۔ فرمایا: جتنے لوگ یہاں موجود ہیں کسی کی شکل کتے جیسی ہے تو کسی کی بندر جیسی، اور یہ جو تم نے اپنے چہروں پر داڑھیاں لٹکائی ہوئی ہیں، یہ داڑھیاں نہیں جھاڑیاں ہیں جو دکھاوے کے لئے چہروں پر سجا رکھی ہیں۔ دل میں داڑھی ہونی چاہئے۔ اللہ چہروں کو نہیں دلوں کو دیکھتا ہے۔ جو کوئی بات پوچھنا چاہتے ہو ہم سے پوچھ لو، ہم سے اپنے فوت شدہ لوگوں کا شجرۂ نسب، ان کے حالات پوچھ لے، قبروں میں ان کے ساتھ جو

ہو رہا ہے، ہم سے وہ پوچھ لے، جو لوگ ہمارے سلسلے میں داخل ہوں گے قیامت تک آنے والے ان لوگوں کے نام، ان کے آباؤ اجداد کے نام ہم سے پوچھ لے، ان کے نام، ان کے والدین اور آباؤ اجداد کے نام ہمیں پتہ ہیں۔ (مرشد اکمل ص:۹۵)

صوفی مسعود احمد صدیقی نے داڑھی کی کتنی بڑی توہین کی ہے، کہتا ہے یہ داڑھی نہیں جھاڑیاں ہیں، حالانکہ داڑھی تمام انبیاء اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی سنت ہے۔ یہ منظر ہم نے کئی مرتبہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ صوفی مسعود احمد صدیقی کے مرید جب کسی محفل میں جاتے ہیں تو داڑھی کٹوا کر جاتے ہیں۔ اور صوفی مسعود احمد صدیقی کا اپنے متعلق حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ ہے، اس پر ہم صرف ایک حوالہ پیش کرتے ہیں۔

خانیوال سے خالد محمود اپنی بیٹی کا ایک واقعہ لکھتا ہے کہ میری بیٹی نے ایک ضعیف عورت سے قبلہ لاثانی سرکار کا ذکر کیا۔ بوڑھی عورت کے دل میں قبلہ لاثانی سرکار سے عقیدت پیدا ہوگئی۔ میری بیٹی نے بیعت کے لئے اس سے کہا، وہ تیار ہوگئی۔ جمعہ سے پہلے ہی میں اپنی بیٹی کو واپس خانیوال لے آیا۔ چند دن بعد پتہ چلا اس ضعیف عورت کا انتقال ہوگیا۔ میری بیٹی نے خواب میں دیکھا کہ ان کی قبر بہت کشادہ ہے، اور قبلہ لاثانی سرکار بھی وہاں تشریف فرما ہیں، ان کی قبر میں تین کھڑکیاں لگی ہوئی ہیں۔ دو مکمل کھلی ہوئی ہیں اور ان سے جنت کا نظارہ کر رہی ہیں، تیسری آدھی کھلی ہے۔ قبلہ لاثانی سرکار نے فرمایا کہ اس کے دل میں ہماری محبت و عقیدت پیدا ہوگئی تھی، اور بیعت کے لئے بھی تیار تھی، اس لئے مرنے کے بعد ہم فوراً اس کی قبر میں آئے اللہ تعالیٰ سے اس کی بخشش کروائی۔ اگر بیعت ہو جاتی تو جنت کی طرف سے تیسری کھڑکی بھی کھول دی جاتی۔ (کتاب نوری کرنیں ص:۲۲۷)

اللہ تعالیٰ پر بہتان عظیم:

صوفی مسعود احمد لکھتا ہے: ''بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ رنگ دار چیزیں فیشن کے طور پر استعمال کرتا ہوں، میں نے اپنی مرضی اور خواہش سے نہیں بلکہ اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے شروع کیا ہے۔ آج سے کئی سال پہلے میرے مالک و معبود اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: ''تم سرخ، سبز، سیاہ، سفید، سنہری، گولڈن، اور جوگیا رنگ

پہنا کرو، پھر چند سال بعد اللہ تعالیٰ شانہٗ نے دوبارہ کرم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: "اپنے پرانے کپڑے اور جوتے استعمال نہ کیا کرو، یہ تقسیم کر دیا کرو، ہم چاہتے ہیں کہ تمہارا لباس، جوتا، رہائش کی جگہ اور دیگر استعمال کی چیزیں برتن، بستر وغیرہ بہت اچھے، بیش قیمت ہوں۔
(راہنمائے اولیاء معہ روحانی نکات ص ۲۳۲)

یہ کتنا بڑا اللہ تعالیٰ کی ذات پر بہتان عظیم ہے کہ جو حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو دیا نہیں یہ کہتا ہے کہ مجھ کو یہ حکم ہوا۔ احادیث مبارکہ میں مردوں کو سرخ کپڑا پہننے کی ممانعت موجود ہے اس کے برعکس یہ کیسے شریعت کی مخالفت کر رہا ہے حدیث مبارکہ سے تو ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس سادہ ہوتا تھا، تکلف سے پاک بسا اوقات پرانا پیوند لگا ہوا۔ مگر صاف ستھرا، اور اکثر خوشبو سے معطر۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد تھا جب تک پیوند نہ لگوا لیا جائے، کپڑا نہ اتارا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن کپڑوں میں وفات پائی وہ موٹے کپڑے تہہ بہ تہہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ (تاریخ اسلام کامل ص: ۴۳، ۴۴، ۴۵ از حضرت مولانا محمد میاں صاحبؒ)۔ جس شخص کی زندگی شریعت کی تعلیمات کے برعکس ہے، وہ کیسے پیر ہو سکتا ہے......؟

مخزن کمالات ان کی ایک کتاب ہے، اس میں لکھا ہوا ہے کہ ایک آدمی جمعہ کے دن آیا۔ اس نے دیکھا کہ سرکار نے اپنے آستانہ عالیہ میں اکیلے ہی نماز جمعہ ادا کی۔ اور کہا یہ کیسا پیر ہے جو دوسروں کو تو نماز باجماعت کی تلقین کرتا ہے خود اکیلا نماز ادا کرتا ہے۔ اس کے بعد اس آدمی نے لنگر کھایا اور گھر چلا گیا۔ اس رات تقریباً چار، پانچ بجے کے قریب وہ آدمی آستانہ عالیہ پر آیا وہ بہت گھبرایا ہوا تھا۔ لوگوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کیا مسئلہ پیش آیا تو اس نے اپنا واقعہ سنایا اور پھر کہا کہ جب میں گھر جا کر سویا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے آقا رحمۃ اللعالمین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، آپ ﷺ کو دیکھتے ہی میرا دل باغ باغ ہو گیا، میں اپنے مقدر پر ناز کرنے لگا لیکن اگلے ہی لمحے میں نے جو سنا اس سے میری ساری خوشی خاک میں مل گئی، آپ ﷺ نے فرمایا تم کون ہوتے ہو لاثانی سرکار پر اعتراض کرنے والے، لاثانی سرکار نے تو کل نماز جمعہ ہمارے ساتھ پڑھی ہے روحانی طور پر (مخزن کمالات ص ۱۲۲)۔ کاش! کہ احادیث میں اس شخص کے بارے میں

جہنم کی وعید پڑھ لیتے جو ساری زندگی عبادت کرے مگر جمعہ نہ پڑھے۔

صوفی مسعود احمد صدیقی کا ایک مرید اپنی ایک کتاب میں لکھتا ہے کہ فقیر اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ میرے پاس گنتی تو نہیں کہ کتنے بزرگوں نے مجھے یہ بات بتائی لیکن حقیقتاً بے شمار پیر بھائیوں، دوسرے سلاسل کے پیر صاحبان اور سپاہی و دیگر شخصیات نے یہ بات بتائی کہ قبلہ حضور جناب لاثانی سرکار صاحب نے ان کے دل کی بات بوجھ لی۔ وہ جو بات کہنا چاہتے تھے، جو پوچھنا چاہتے تھے، ابھی زبان پر بھی نہ آئی تھی کہ جواب دے دیا، کوئی محفل میں بیٹھا ہے، اس کے دل میں کچھ سوالات اُٹھتے ہیں، حالانکہ اس وقت جو موضوع چل رہا ہے، وہ اس کے سوالات کے مطابق بھی نہیں رکھتا۔ لیکن اچانک قبلہ سرکار صاحب نے اس شخص کے دل میں پیدا ہونے والے سوالات کے جوابات دیئے اور دوبارہ سے سابقہ موضوع پر بات شروع کردی۔ لیکن جس شخص کے لئے وہ بات فرمائی گئی، اس کو علم ہوگیا اور اس کی اصلاح بھی ہوگئی، لیکن اسے نہ تو سوال کرنا پڑا اور نہ ظاہر ہونا پڑا بلکہ ادھر دل میں سوالات آئے، ادھر فقیر کی زبان سے جوابات مل گئے۔ درویش کی شان دیکھنے کے عقیدت اور محبت ضروری ہے۔ فقیر اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ (میرے مرشد ص: ۱۲۸، از ایم ٹی طائر)

اس جماعت کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ صوفی مسعود احمد صدیقی کی تصویر بھی حاجت روا اور مشکل کشا ہے۔ ایک عورت نے آستانہ عالیہ پر ہمیں ایک واقعہ سنایا اور کہنے لگی: ایک دن ہمارے گھر ڈاکو گھس آئے، ہمیں ڈرا دھمکا کر الماری کی چابیاں حاصل کرلیں۔ ہم نے ایسے مشکل وقت میں اللہ تعالیٰ سے مدد کی دعا مانگی اور اس کے محبوب اور اپنے پیر و مرشد لاثانی سرکار کا وسیلہ پیش کیا اور عرض کی یا اللہ پیر و مرشد کے طفیل ہماری مدد فرما۔ جیسے ہی ایک ڈاکو نے الماری کی طرف ہاتھ بڑھایا، اچانک اس کی نظر الماری پر رکھی تصویر پر پڑی۔ وہ چونک گیا، اسے ایک جھٹکا سا لگا اور وہ بہت خوفزدہ نظر آنے لگا، ہم اس کے چہرے کے بدلتے ہوئے تأثرات دیکھ رہے تھے، اس پر بہت زیادہ گھبراہٹ طاری تھی، وہ خوفزدہ ہوکر پیچھے ہٹنے لگا، اور پھر کانپتی ہوئی آواز میں پوچھا یہ کس کی تصویر ہے؟ ہم نے کہا ہمارے پیر و مرشد کی تصویر ہے۔ وہ خود کلامی کے انداز میں پیچھے ہٹتے ہوئے

بولا! پیر مرشد کی تصویر، پیر مرشد کی تصویر (ص:۶۱)۔ اور دوسری جگہ پر لکھا ہوا ہے کہ ایک مرید کا کہنا ہے کہ میں نے اپنے ڈارنگ روم میں اپنے پیر و مرشد لاثانی سرکار کی تصویر مبارک لگا رکھی ہے۔ اس کی وجہ سے تصورِ شیخ میں آسانی ہو جاتی ہے۔ اور ہم کئی گناہوں سے باز رہتے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مرشد ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ آگے لکھا ہے کہ تصویر کی برکت سے میرے گھر پر کالا جادو نہ چل سکا۔ میرے دوست عامل نے آکر کہا کہ یار خدا کے لئے اپنے مرشد کی تصویر کو یہاں سے ہٹا دو، کیونکہ آج تیسرا دن ہو گیا، میں جب بھی عمل کرنے کی کوشش کرنے لگتا ہوں تو اس تصویر میں سے شعاعیں نکلتی ہیں جو میرے عمل کو ناکام بنا دیتی ہیں۔ (ص:۲۷ مخزنِ کمالات) قرآن و حدیث سے تو تصویر کی حرمت ثابت ہے۔

حدیث مبارکہ:

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتا ہو، اور نہ اس گھر میں جس گھر میں تصاویر ہوں۔ (بخاری شریف جلد ۲/ص: ۸۸۰) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھر میں تصویر رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اور دوسری طرف یہ لوگ اپنے پیر و مرشد کی تصویر کی کرامات بیان کر رہے ہیں۔ یہ کون سا دین صوفی مسعود احمد صدیقی نے ان لوگوں کو دیا ہے۔

قارئین کرام! لاثانی سرکار کے اس قسم کے واقعات کا اگر بغور جائزہ لیا جائے تو لاثانی صاحب ایک طرف نظر آتے ہیں اور اللہ اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت دوسری طرف حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والے کو ہوگا مگر آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اس کی کتابوں کے ٹائٹل پر اس کی تصاویر لگی ہوئی ہیں۔ جو شخص کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہو، بھلا وہ کا ولی ہو سکتا ہے......؟

صوفی مسعود احمد المعروف لاثانی سرکار اپنے خوابوں کی بنیاد پر اللہ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کو ایک طرف کرنے میں کوئی باک نہیں رکھتا، حالانکہ خواب کا درجہ وہ سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتلایا۔ ہرگز نہیں...... پھر یہ کیسا پیر ہے جو شریعت محمد علیہ السلام سے ہٹ کر الگ شریعت بنائے بیٹھا ہے۔

رسالہ ملنے کے پتے

جناب شعیب صاحب 0332-7478025
مکتبہ فریدیہ والا ئبریری ریلوے روڈ نزد مکی مسجد پاکپتن شریف

جناب شعیب صاحب 0332-7478025
مکتبہ فریدیہ والا ئبریری ریلوے روڈ نزد مکی مسجد پاکپتن شریف

حضرت مولانا رب نواز حنفی 0323-2873352
جامع مسجد الحبیب محمدی کالونی سی۔ون۔ایریا لیاقت آباد نمبر ۲ کراچی

مولانا محمد عاصم شہزاد 0331-6621720
مدرسہ فاروقیہ چوک امام صاحب سیالکوٹ

حافظ صابر حسین 0301-7709284 المکہ ڈیزل لیبارٹری
نزد علی سروس سٹیشن ڈاک خانہ شاہی والا اڈا تحصیل یزمان بہاولپور

محمد حمزہ فاروقی 0308-6395354
انور ڈھوراہاؤس کشمیر چوک نور پور تھل

مولانا ابو ایوب قادری 0306-8098788
نیا شہر جھنگ

مسعود اشرف عثمانی
ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور

مولانا عبید اللہ 0302-544009 مکتبہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما
متصل مدنی مسجد بن افضل چوک بارہ کہو اسلام آباد

مولانا محمد علی ڈیروی
مرکز اہل السنت والجماعت ۸۷ جنوبی سرگودھا

حافظ فہیم
مکتبہ قاسمیہ ا□ و بازار لاہور

مولانا نجیب اللہ کراچی 0333-4725175

مولانا امین ، کمالیہ
صفدریہ لائبریری نز□ جامعہ حقانیہ قینچی امر سدھو لاہور

مولانا شفیق الرحمٰن راولپنڈی 0322-5279592

مولانا صدیق معاویہ 0321-4940159
ایجنسی ہولڈر ضرب مومن لاہور

حافظ تصور حسین 0333-8528454 مکتبہ الاختر اینڈ
سیدنا امیر معاویہؓ پنجن کسانہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

رسالہ مستقل لگوانے کے لیے اور منگوانے کے لیے رابطہ کیجئے

مولانا فیاض طارق لاہور 0321-4184848, 0301-3908336

مناظروں پر مشتمل اہم سی ڈیز

قیمت	تعداد	مقرر	عنوان	نمبر شمار
100/- روپے	ایک DVD	مولانا رب نواز حنفی	گستاخ کون؟ گستاخانہ عبارات مع اصل کتابوں کے حوالہ جات	۱
30/- روپے	ایک عدد	مفتی محمد حماد نقشبندی	ٹوکے والی سرکار کا آپریشن	۲
60/- روپے	دو عدد	ایضاً	سلمان رضوی بریلوی کا آپریشن	۳
30/- روپے	ایک عدد	ایضاً	چکوال معجزہ......حقیقت کیا ہے؟	۴
30/- روپے	ایک عدد	مولانا فیاض طارق	سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ربیع الاول	۵
30/- روپے	ایک عدد	مولانا غضنفر (سابق بریلوی مناظر)	میں دیوبندی کیوں ہوا......؟	۶
30/- روپے	ایک عدد	مولانا فیاض طارق	اہل بدعت کی گستاخیاں	۷

تین نئی تهلکه خیزسی ڈیز

تفصیل	مقرر	عنوان:
اعلیٰ حضرت کا گستاخ ہونا خود بریلوی علماء کے فتووں کی مدد سے۔ بریلویوں کے ایک دوسرے پر کفر کے فتوے (۲سی ڈیز)	مولانا ابوایوب قادری	دست وگریبان
کوکب نورانی اوراس کے والد شفیع اوکاڑوی کی گستاخیاں بریلویوں کی نظر میں (۲سی ڈیز)	مولانا ابوایوب قادری	کوکب نورانی کا تعاقب
حنیف قریشی اوراس کے شاگرد کو منہ توڑ جواب (۲سی۔ڈیز)	حافظ عمیس ریاض	تلمیذ حنیف قریشی کا آپریشن

بمقام
مکی مسجد نزد بوہڑ چوک اسٹیشن لاہور

25 روزہ
عقیدۂ توحید و سنت کورس
مع
تقابل ادیان

آغاز
17 جولائی 2010ء
اختتام
10 اگست 2010ء

خصوصی خطاب
متکلم اسلام مولانا
محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

اساتذہ کرام
- مناظر اہل السنۃ مفتی حماد نقشبندی
- مولانا رب نواز حنفی، کراچی
- مولانا منیر احمد اختر، جہانیاں
- مفتی محمد اعظم ہاشمی، فیصل آباد
- مولانا محمد ابو ایوب قادری جھنگ
- مولانا مفتی نجیب اللہ عمر، کراچی
- مولانا فیاض طارق، لاہور

پڑھائے جانے والے عنوانات
- توحید و متعلقات توحید
- سنت اور اس سے متعلقہ امور
- شرک و بدعت کیا ہے؟
- اہل السنۃ کون ہیں؟

اس کے علاوہ ہندو مت، بدھ مت، مجوسیت، عیسائیت، قادیانیت نیز مماتیت، غیر مقلدیت وغیرہ بھی ضمناً پڑھائے جائیں گے

برائے رابطہ
مولانا احمد یار لاہوری
0321 4980280

DESIGN BY: RIZWAN.0334-4671988